

U.0606

و محمد بن یونس بن یحییٰ

احکام طعام و آب

مؤلف

شیخ الاسلام و امام الحرمین

مفتی اعظم

دعوت اسلامی

مفتی اعظم دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

مفتی اعظم دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

مفتی اعظم دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

در بیع و اجاره و عقیقہ

۱۰۰۰

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

[illegible]

فی المشکوۃ عن جابر بن یهودیۃ سمعت شاذانہ اھد تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فاخذہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی راہ فاکل منھا واکل ہر عظم من
انھا بعد الی اخر الحدیث مراد ابو داؤد والذی رحمی۔

اور علال چیز کو ایک بگڑا ہوا مسلمان اگر شرک ہی چاہے گا کہ اصل کتاب کماویں تو وہ
چیز حرام اور ناجائز نہیں ہو جائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کو بھی اپنے ساتھ شہادہ
کہلایا ہے۔

فی مطالب المؤمنین روى النبي صلى الله عليه وسلم كان يأكل فاكهة كافر
ان قال کل معک یا محمد فقال نعم الی اخر ما قال و سیاتی ذکرہ۔

اور علال چیز کو اگر مسلمان اور اصل کتاب یا عیون کافر ایک رکابی میں کماویں یا ایک کا
ہوا اور دوسرے کماویں بشرطیکہ کماویں کی وقت انکا ہتھ یا مرنہ شراب یا اور کوئی حرام
چیز میں آلودہ نہ ہو تو ہی اس چیز کا کھانا حلال اور جائز ہے کیونکہ ہم مسلمانوں کے مذہب میں
یہ مسلم الثبوت ہے کہ کھانا انسان طہرا

لے شکہ میں جا رہے روایت ہے کہ ایک یہودی جو مسلمانوں کے گوشت میں نہ پڑا اور
پھر بھجوا دیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سو با حشر ہونے اور اس میں سے کھانا اور آپ کے
پیشاب نے ہی کھایا۔ روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور بیہقی نے۔

لے مطالب المؤمنین میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کماویں سے کھانا کافر آیا اور کماویں
ساتھ آپ کے کماویں اسے چھوئے فرمایا کہ ہاں۔

لے جھوٹا نبی کا پاک ہے۔

اور نصاریٰ دونوں کا کفر قائم ہے اور جہتہ عیب اور برائیاں کہ حال کے یہود و نصاریٰ میں اب موجود ہیں وہ سب بیان فرمائی ہیں۔

چنانچہ یہودیوں کی نسبت فرمایا ہے۔ **قَالَتِ الْيَهُودُ عِزِّيْزُ ابْنِ اللّٰهِ**۔

اور یہود و نصاریٰ کے حق میں رب اب تعریف کے فرمایا کہ **يُخْرِفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاقِعِهَا**

اور یہ بھی فرمایا کہ **فَوَيْلٌ لِلَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ الْكِتٰبَ** باید یہ اسم شمع بقولون ہذا میں عند اللہ لیشتروا بے ثمناً قلیلاً۔

اور نصاریٰ کے حق میں در باب ان کے اجتماعاً تشریث کے حضرت عیسیٰ کو خطاب کر

فرمایا۔ **يٰٓاٰنْتَحٰیسٰی** ابن مریم انت قلت للناس اتخذک فی وادی الہین من دون اللہ

قال سبحانک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحی ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما

فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انا ان انت علام الغیوب ما قلت اسم الا ما اوتیت بہ

ان اعبدوا اللہ راہی درہب کہو گنت علیہم شہید ا ما دمت فیہم فلما تو فلتتی

کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شئ شہید ان تعذبہم فافہم عبادک

وان تغفر لہم فانک انت الغزیز الحکیم۔

۱۔ اور کہا یہود نے عزیز بنیاد سے اللہ کا۔

۲۔ پیرتے ہیں کہ کو کو ان کی جگہ سے۔

۳۔ سو خرابی ہے انکی جو گلتے ہیں کتاب اپنے اتم سے پہنچتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے بے کڑیوں

اس پر مول تھوڑا۔

۴۔ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تو نے کہا لوگو کو کہ نہ راؤ مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود سوا سے اللہ کے کہا

تو پاک ہے بلکہ میں لائق تھا کہ وہ کہوں جو مجھے کسانہ تھا اگر مینے یہ کہا ہو گا تو تہنکو معلوم ہو گا تو جانتا ہے

اور اسی باب میں ایک جگہ یہ فرمایا: **لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثٍ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ يَخْلَعُ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْفَلَ سَافِلِينَ**
 اور اسی باب میں ایک اور جگہ اس طرح فرمایا: **يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا**
عَلَى اللَّهِ الْإِخْفَاقُ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلَّمَ اللَّهُ الْفَرَسَ وَرُوحَ
مَنْهُ فَآمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَ انْتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ الْمَوْلَىٰ لِلَّذِينَ هُمْ
أَنْ يَكُونُوا لَهُ وَلَدًا وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا

اور نصاریٰ کے حق میں حضرت عیسیٰ کو خدا کہنے کی نسبت خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا
لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وقال المسيح يا بنی اسرائیل عیسیٰ بنی
 بقیہ حاشیہ - میرے جی کی اور میں نہیں جانتا تیرے جی کی تو ہی جانتا ہے چپ بات نے نین کہا انکو اگر جو تو نے حکم کیا
 کہ بندگی کر دے اسکی جو رب ہے میرا اور تمہارا اور میں ان سے خبردار تھا جب تک ان میں میں رہا چپ تو نے
 مجھے لے لیا تو تو ہی ہے خبر رکھتا انکی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے اگر تو انکو خدا اب کرے تو بندے تیرے
 میں اور اگر انکو معاف کرے تو تو ہے زبردست حکمت والا۔

۱۔ بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ ہے تین میں کا ایک اور بندگی کسی کو نہیں ہے مگر ایک معبود
 کو اور اگر نہ چھڑینگے جہات کہتے ہیں البتہ جو ان میں سکر میں پاویں گے دکھ کی مار۔

۲۔ اسے کتاب و اوست جبالہ فکر و اپنے دین کی بات میں اور مست بولوا اللہ کے حق میں مگر بات تختی کی
 مسیح جو ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا رسول ہے اللہ کا اور اس کا کلام جو ڈال دیا مریم کی طرف اور روح ہے اس کے
 اس کی سرانجام کو اس کے رسول کو اور نہ بنا و سکوتین یہ بات چوڑو کہ بھلا ہو تمہارا اللہ جو ہے سو ایک معبود
 اس لائق نہیں کہ اس کے اولاد ہو اسی کا ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے اور اللہ جس ہے کام بنائو والا۔

۳۔ بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ ہی ہے مسیح مریم کا بیٹا مسیح نے کہا کہ اسے بنی اسرائیل بندگی کرنا اسکی جو ہے بڑا

اور ان کے شراب پینے اور سوکر کمانیکا ذکر بہت سی حدیثوں میں موجود ہے چنانچہ
ابوداؤد میں جو حدیث آنیہ اہل کتاب کی ہے اس میں ہے۔ ہم اکثر ہون اکھڑ و یطیخونے
انیہ تسمم اکھڑہا۔

غرض کہ جو کچھ افعال و عقائد زمانہ حال کے نصاریٰ کے ہیں وہ سب اس وقت کے نصاریٰ
کے ہی تھے اور باوجود ان سب باتوں کے اللہ تعالیٰ نے ان کو اہل کتاب فرمایا ہے علی الخصوص
اس اخیر آیت میں ان کے اعتقاد تثلیث کا ذکر کیا ہے اور پہر ہی ان کو اہل کتاب کہہ مخاطب
کیا ہے پس زمانہ حال کے نصاریٰ باوجود ان تمام افعال اور عقائد کے جو وہ رکھتے ہیں اہل کتاب
میں داخل ہیں بلکہ زمانہ حال کے بعض فرقے نصاریٰ کے جیسے پروٹسٹنٹ اس زمانہ کے نصاریٰ
سے بہت اچھے ہیں اس زمانہ کے اکثر نصاریٰ رومن کیتھولک تھے صلیب کو اور حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کی صورت کو پوجتے تھے پروٹسٹنٹ ایسا نہیں کرتے اور بعض فرقے عیسائیوں
کے ابائیے میں جو موعہ میں اور وہ فرقہ جولینی ٹیرین کے نام سے مشہور ہے اور جو ایک
خدا مانا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی بتاتا ہے ان کے عقائد میں نسبت نبوت حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے ذرا فرق نہیں ہے۔

علاوہ اسکے ہمارے اس کے قہمانے انہیں نصاریٰ کے ذبیحہ کو حلال بتلایا ہے
جو تثلیث کے قائل ہیں اور صاف اسکی تصریح کر دی ہے کہ اگر نصاریٰ وقت ذبح کے متعجب
کیں بسم اللہ الذی ثالث ثلثۃ تو وہ ذبیحہ حرام ہوگا ورنہ حلال چنانچہ فتاویٰ مالگیری کی
کتاب الذبايح میں لکھا ہے۔ الا اذ انص فقال بسم الذی ہوتا لث ثلثۃ فلا یحل و

۱۰ دے دگ پیے ہیں شراب اور پکاتے ہیں پنے برتنوں میں سور۔

۱۱ ساتھ نام اس اللہ کے کہ وہ میرا ہے قین میں کا۔

اِذْ اَسْمِعْ مِنْهُ اِنَّهُ يَسْمِعُ الْمُسِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَذَلِكَ اَوْسَمَى اللهُ سَجَانِدَهُ وَهِيَ الْمُسِيْمَةُ
لَا يَكُلُ ذَبِيْحَةً۔ پس اگر سبب حقیقہ تثلیث کے نصاریٰ مشرکوں میں داخل ہوتے تو کیونکر کفار
اور حرام حلال ہوتا۔

الشبهة الثانية طعام کے قطع میں گوشت اور ذبیحہ کیونکر داخل ہے۔
بلاشبہ داخل ہے اسلئے کہ طعام کے معنی لنت میں گہیوں کے اور تمام کمانے
کی چیز دہی میں گوشت ہو یا غلہ ہو مگر اہل کتاب کے غلہ میں اور انکو اپس جو گوشت ہو اس کے
حلال بنیں تو کچھ شبہ تھا ہی نہیں بلکہ اگر شبہ تھا تو اس بات میں شبہ تھا کہ جس حلال جانور کو
اہل کتاب نے مرنے کی کیا ہوا اسکا گوشت ہی حلال ہے یا نہیں اور آیت و طعماء الذین اوتوا الکتاب
اُسی کی علت کے لئے نازل ہوئی تھی اسلئے تمام مفسرین نے طعام کے معنی اہل کتاب ذبايح
اور تمام کمانے کی چیزیں لئے ہیں۔

چنانچہ تفسیر کشاف میں لکھا ہے و طعماء الذین اوتوا الکتاب قبل هو ذبايحهم وقيل
جميع مطامعهم ويستوى في ذلك جميع المنصاري

اور تفسیر نیشاپوری میں ہے و طعماء الذین اوتوا الکتاب قبل لکما لا کتھون علی ان اللہ
بالطعام الذبايح لان ما قبل الاية فربما ان الصيد الذبايح ولان ما سوى الصيد

۱۰۔ متعلق منقولہ ۱۰۔ مگر جب ظاہر کیا پس کما ذبح ہے بنام اس امر کے کہ وہ تیسرا ہے تین میں کا تو نہیں حلال ہے
پر یکساں بنا دے کہ اسے صرف مسیح علیہ السلام کا نام لیا یا اللہ سبحانہ اور مسیح کا نام لیا تو نہ کما لیا جو ذبیحہ اسکا
لہ اور کما نا نکلا جو دئے گئے ہیں کتب۔

۱۱۔ اور کما نا ان لو نکلا جھکود دی گئی کتاب کما لیا ہے کہ وہ (یعنی کما نا) ذبايح نکلا ہے اور کما لیا ہے تمام
کہانے انکے اور برابر میں اس حکم میں سب نصاریٰ ۱۱۔ اور کما نا نکلا جھکود دی گئی کہ کتاب حلال ہے

والذبايح محلل قبل ان كانت لاهل الكتاب وبعد ان صارت لهم فلا تتبع لتخصيصها
 لاهل الكتاب فايده وعن بعض ائمة السرب ان المراد هو الخبز والفاكهة ولا يحتاج منه
 الى الزكوة وقيل انه جميع المطعومات -

اور تفسير بنيادي ميں ہے و طعام الذين اذوا الكتاب حل لكم يتناول الذبايح وغيرها
 اور تفسير معالم الثريل ميں ہے و طعام الذين اذوا الكتاب حل لكم يرايد ذبايح لهم
 والنصارى

غرض کہ طعام کے لفظ ميں ذبايح اور وہ گوشت جو زکوٰۃ سے حاصل ہوا ہو اور ہر قسم کا
 کھانا داخل ہے۔

الشبهة الثالثة بعض لوگ ذبيحہ ميں شہبہ کرتے ہیں اور یہ بات کہتے ہیں کہ ذبيح
 سے جانور اسوقت حلال ہوتا ہے جسوقت کہ اسی طرح ذبح کیا جائے کہ جس طور مسلمان کے
 ذبح ہوتا ہے اور اگر نيزوں کے ہاں جو گوشت ہوتا ہے یہ بات معلوم نہیں ہوتی ہے کہ انگو

رہنما شہبہ اسلئے ہمارے اکثر علماء پر متفق ہیں کہ مراد طعام سے ذبايح ہے اسلئے کہ وہ آيت جس
 آيت سے پہلے ہے چھ بيان شکار کے اور ذبايح کے ہے اور اسلئے کہ سب چیزیں سوہے شکار اور ذبايح
 کے حلال کی گئی ہیں پہلے اس کے کہ ہر دوس اور اہل کتاب کی اور بعد اس کے کہ ہر گھیس واسلئے ان کو
 پس باقی راد اسلئے خاص کرنے انکے اصل کتاب کے لئے کچھ فائدہ اور بعض آئمہ سے روايت ہے کہ ہر
 اس میں ہے کہ مراد طعام سے صرف روٹی اور میوہ اور وہ چیز ہے کہ حاجت انکی ذبح کی نہیں ہے اور یہ بھی کہا
 گیا ہے کہ مراد طعام سے سب کھانے کی چیزیں ہیں۔

لے اور کھانا ان لوگوں کا جو کھو دی گئی کتاب حلال ہو تمہارے لئے مثال ذبايح اور غیر ذبايح کو۔

لے اور کھانا ان لوگوں کا جو کھو دی گئی کتاب حلال ہو تمہارے لئے مراد ہے ذبايح ہر دوس اور نصاریٰ سے۔

ذبح ہی کیا ہے یا نہیں کیونکہ اکثر انگریز جانور کو بغیر ذبح کئے ہوئے گردن مردہ کر یا سر توڑ کر کاٹواتے ہیں اور اگر ذبح کیا ہو تو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اسکو موافق قاعدہ مسلمانوں کے ذبح کیا ہے یا نہیں اور اگر موافق قاعدہ مسلمانوں کے ہی ذبح کیا ہو تو کسی اہل کتاب نے ذبح کیا ہے یا نہیں کیونکہ انگریزوں کے اہل اس بات کی بھی کچھ احتیاط نہیں کہ جانور کو اہل کتاب ہی مارے۔

اس شبہ کا جواب ہم کئی صورت سے دیتے ہیں اول تو یہ صورت ہے کہ ہندوستان میں اس شبہ کو پیش کرنا بیجا ہے اسلئے کہ وہی قصائی اور وہی ذبح جو ہمارے کھانے کے لئے جانور ذبح کرتے ہیں وہی انگریزوں کے اہل ذبح کیا ہوا گوشت دیتے ہیں اور اگر یہ نہ تو وہی اس قسم کا شبہ کہ ناتوہات میں داخل ہو کہ وہی کھانا اہل کتاب کا بنس صریح ضد انقال نے ہم پر حلال کر دیا ہے اور یہ بات کہ وہ ذبح ہوا ہے یا نہیں امر مشتبہ ہے اور اصول کا سلسلہ ہے کہ یقین مشتبہ سے زائل نہیں ہوتا۔

علاوہ اسکے ابو داؤد میں باب اللحم لا یدری اذکر اسمہ اللہ علیہ اہل حضرت عائشہ یہ حدیث مذکور ہے انہم قالوا یا رسول اللہ ان قولہم یشاعری بجا علیہ یا تو تناہما ان لا یدری اذکر اسمہ اللہ علیہا ام لم یدکر انما اکل منها فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سموا اللہ وکلوا۔

اگرچہ یہ حدیث نو مسلموں کے باب میں ہے لیکن جبکہ اصل کتاب کا ذبح کیا ہوا گوشت کھانا یا کھا جائے باب اس گوشت کا کہ معلوم نہ ہو کہ اسپر نام خدا ذکر ہوا ہے یا نہیں۔

۱۔ انہوں نے کیا رسول اللہ جو لوگ کہنے عمدہ اے ہیں ساتھ جاہلیت کے (یعنی وہی مسلمان جو کفر میں) لاتے ہیں گوشت ہم نہیں جلتے میں کہ اسپر اسم کا نام انہوں نے لیا ہے یا نہیں آیا کہا میں ہم وہ گوشت تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سپر نام اللہ کا اور کھاؤ۔

درست ہے جیسا کہ مسلمان کا تو اس وقت اس بات کے نہ معلوم ہو نیے کہ کیا بموجب قاعدہ کے
 نوع ہو اسے یا نہیں اسکا کمانا جائز نہیں ہے۔

فَوَالْعَاقِبَةُ لِلْكَافِرِ لَا يَأْسُ بِطُعَامِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَىٰ كُلِّ مَنَ الْذِي نُحِمْ وَغَيْرَهَا وَفِيهِ أَتَمُّ كُلِّ
 ذِي نَجَّةٍ الْكَتَابِيُّ إِذَا لَمْ يَتَّخِذْ ذَبِيحَةً وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْ شَيْءٍ أَوْ شَمَّ مِنْ شَيْءٍ مِنْهُ تَسْمِيَةً اللَّهُ تَعَالَىٰ
 وَحَدَّثَ لَنَا أَنَّهُ إِذَا لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْءًا يَحِلُّ عَلَيْهِ أَنْ يَقْلِبَ فِيهِ اللَّهُ تَعَالَىٰ تَحْسِينًا لِلظَّنِّ بِهِ كَمَا بِالْمُسْلِمِ
 دُورِ مَرِي صَوْرَتِ يَرْتَبُ كَرَّهْلِ كِتَابٍ كَاذِبَةٍ هَارِ سَلَّ خُذَّ تَعَالَىٰ فِي طَلَالِ كَيْفَ هِيَ بِسُحْطِ
 كَرْنُكَ نَزْدِيكَ أَوْ زَانِ كَ ذَبِّبْ فِي جَانُورِ كِي زَكْوَةٍ دَرَسَتْ هِيَ أَنْكَازِجِيهِ هِيَ أَوْ أُنْسِي كَا
 كَمَا نَاهِمُ مُسْلِمَانُ كَوَحْلَالِ هِيَ يَبَانُوكَ كَرَّا كَرَّاصِلِ كِتَابِ كَسِي جَانُورِ كِي رَدُونِ تَوَزُّ كَرَّا رَدُونَا يَسْرِيَا زَكْر
 مَارْدُونَا زَكْوَةٍ سَجَّتْ هَوْنِ تَوْحَمُ مُسْلِمَانُ كَوَحْلَالِ كَمَا نَاهِمُ دَرَسَتْ هِيَ۔

سب سے اول اور بہت بڑی سندہ بات کے لئے ابو داؤد کی حدیث ہے باب ذبائح
 اہل کتاب میں اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے قَالَ فَكُلُوا حِمَا ذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ
 وَلَا تَأْكُلُوا لَمْ يَذْكَرْ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَتَنْسَخْ وَاسْتَنْتِ امْنُ ذَلِكَ فَحَالِ طُعَامِ الَّذِينَ أَوْ تَوَالِ الْكُتَابِ لَكُمْ
 اَلْهَ عَالِ كِيرِي مِی سَہِ کَہِ ضَا قَہِ نِیْسِ طُعَامِ مِی یَہُودِ اور نصاری کے متبسم کے کیا نیس ذبائح یا خیر ذبائح اور مالگیری
 میں ہے کیا اجاڑے ذبیحہ کتابی کا اس وقت ہی کہ نہ موجود ہوں اسکے ذبیحہ کی وقت اور نہ سنا ہو اس سے کہ یہ موجود
 ہوں اس وقت اور نہ سنا گیا ہو اس سے نام لینا اسہی کا کیونکہ جب نہ سنا گیا ہو اس سے کہ یہ تو فعل کر چکے کہ نہ سنے
 بیشک اسہ کا نام یا بسبب جن ظن کے ساتھ اس کتابی کے جیسا کہ مسلمان کے ساتھ چاہئے۔

اے کما اسہ تعالیٰ نے بس کما و تم اس جانور کو کہ ذکر ہو اسپر نام اسہ کا اور نہ کما و کہ اسپر نہیں ذکر ہے
 اسہ کا سو نسخ کیا اسکو اسہ نے اور ہشتا کیا اس میں سے تو فرمایا اسہ نے کما نا ان لوگوں کا کہ جو کدوی گئی
 کتاب حلال ہے تمہارے لئے اور کما نا تمہارا حلال ہے تمہارے لئے۔

ولمّا مکمل لحم اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل کتاب کے بزج میں موافقت ہمارے قواعد بزج کے مشابہ نہیں ہے۔

دوسری یہ دلیل ہے کہ جو احکام حلال و حرام کے ہمارے مذہب میں ہیں اہل کتاب اُن کے مکلف نہیں ہیں بلکہ وہ صرف ایمان لانے کے مکلف ہیں پس جبکہ اہل کتاب کا ذبیحہ خدا تعالیٰ نے ہکمو حلال کر دیا ہے تو اُس میں یہ شرط کسی طرح نہیں لگ سکتی کہ جس طرح بزج کا حکم مسلمانوں کے لئے ہے اُسی طرح وہ بھی بزج کیا کریں یہاں تک کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ اہل کتاب حضرت مسیح کا نام لیکر بزج کریں تو نبی اُس کا کنا درست ہے۔

فی العلم ولوذج یہودی او نصرانی علی اسم غیر اللہ کا نصرانی یذبح باسم المسیح
فانما عوافیہ قال ابن عمر لا یحل وهو قول ربیعہ وذهب اکثر اهل العلم انہ یحل وهو قول
الشعبہ وعطاء والزہری و مکحول سئل الشعبہ والعطاء عن النصرانی یذبح باسم المسیح قلا
یحل فان اللہ تعالیٰ قال حل ذبا یحکم وهو یعلم ما یقولون وقال الحسن اذا ذبح الیہودی اقام
فلاکذا اسم غیر اللہ وانت تسمع فلا تأکلہ فاذا غاب عنک نکل فقد احل اللہ ذالک

لحمہ معلوم میں ہے اور اگر بزج کیا یہودی یا نصرانی نے بنام غیر خدا مثلاً نصرانی بزج کرے ساتھ نام مسیح کے تو اہل کتاب ہے اس میں امام ابن عمر نے کہا کہ حلال نہیں اور یہی ہے قول ربیعہ کا اور گئے ہیں اکثر علماء اس طرف کہ حلال ہے اور یہ قول ہے شعبی اور عطاء اور زہری اور مکحول کا سوال کیا گیا شعبہ اور عطاء سے کہ ایک نصرانی جو بزج کرے بنام مسیح علیہ السلام کے اس کا کیا حکم ہے انہوں نے کہا کہ حلال ہے کیونکہ حلال کر دئے اللہ تعالیٰ نے اُن کے ذبیحہ اور اللہ خوب جانتا ہے کہ نصرانی بزج کیوقت کیا کیا کرتے ہیں۔ اور حسن صبری نے کہا کہ جب یہودی یا نصرانی بزج کرے اور نام یسوع غیر خدا کا اور توشن یسوع تو نہ کہتا ہو تو اگر تیرے سامنے بزج نہ ہو تو کیا وہ بیشک اللہ نے یہ کہا حلال کیا ہے۔

مگر ہمارا اصل ایک وجہ خاص سے اس روایت پر نہیں ہے اور نہ اسپر ہم عمل کر چکی اجازت دیتے ہیں اور نہ اسپر زیادہ بحث کر چکی ضرورت سمجھتے ہیں کیونکہ کوئی انگریز کسی ملک میں کسی جانور کو باسم المسیح ذبح نہیں کرتا۔

تیسرے یہ کہ اگرچہ حنفی مذہب کی کتابوں میں اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل نہیں ہے الا مالکی مذہب کی کتابوں میں بہت تفصیل ہے جو اس مقام پر لکھی جاتی ہے۔

تفسیر امام ابن العربی میں تحت تفسیر آیت و طَعَامُ الَّذِينَ اٰتَوْا الْكِتَابَ مِیْں لکھا ہے۔

سَمَّیْتُ عَنِ النَّصْرَانِیِّ قَتَلَ عِنْدَهُ الدَّجَاجَةَ ثُمَّ لَطَمَهَا هَلْ تَوَكَّلَ مَعَهُ وَتَوَخَّذَ مِنْهُ طَعَامًا قُلْتُ تَوَكَّلَ لَا غَا طَعَامَهُ وَقَدْ اجْتَانَهُ رَهْبَانُهُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ هَذِهِ مَرْكِبُ اَوْ عِنَاظًا وَلَا كُنْ اَللّٰهُ اَبَاحَ طَعَامِهِمْ مُطْلَقًا وَكَلَامًا لِّمَنَّا حَلَالًا لَهُمْ بِمَا تَدَّعَوْا فَهُوَ حَلَالٌ لِّنَا اِلَّا مَا وَرَدَ نَصٌّ فِیْ حُرْمَتِهِ اَنْتَهَی کلامہ باختصار۔

اسکے سوا معیار میں لکھا ہے سَمَّیْتُ یعنی ابو عبد اللہ العجاس عطا ذکرہ ابن العربی عند قول اللہ تعالیٰ و طَعَامُ الَّذِينَ اٰتَوْا الْكِتَابَ حَلَالٌ لِّكُلِّ مَا ذَا سَمَّیْتُ عَنْ النَّصْرَانِیِّ فَمِیْں عَنِ النَّصْرَانِیِّ فَمِیْں عَنِ النَّصْرَانِیِّ۔
لے اور کما اٹھا جنکو وہی گئی ہے کتاب۔

لے پوچھا گیا ہے کہ نصرانی جو قتل کرے مرغی اور پکائے ہو کو تو آیا کمائی جاوے ساتھ اس نصرانی کا یا یا جاوے اس میں سے کچھ کھانے کے لئے تو میں نے کما کر کمائی جاوے کیونکہ وہ کما ہے نصرانی کا اور جائز کیا ہے ہو کو مٹانے اگرچہ نہیں ہے یہ ذبح ہمارے میں اگر اس نے مباح کر دیا ہے ہکا کما مٹا اور جو کما نہ دیکھیں بہر حال اس کے مٹال ان کے دسترخوان پر تو وہ مٹال ہے ہمارے لئے اولاد کما نہ دارو ہوا ہے مرغی حکم اسکی حرمت کا تمام ہوا کلام اسکا بالاختصار۔

لے پوچھا گیا ابو عبد اللہ العجاس سے وہ مسئلہ ذکر کیا ہے اسکا ابن العربی نے پاس قول اللہ تعالیٰ کے

الرجاجة ثم يطبخها هل تؤكل معه او تؤخذ منه طعاما فقال تؤكل لانها طعامه وحل ذلك
 قول في المبدونة يجوز الفتوى به ام لا وهل يجوز للاسنان في خاصة نفسه ان
 يعمد ويحل به ام لا وقال بعد ذلك كلاما وانه حل لا في دهنهم فهو حل
 لنا الا ما ورد نص في حرمة فاجاب وقفت على السؤال فمسئلة قلت النص في
 رقة الرجاجة هل ياكلها المسلم معه او ياخذها منه طعاما فافق القاضى برأى
 يجوز ذلك ولم يرل الطلبة والشيخ تستشكلها ولا إشكال فيها عند صاحب الشامل
 لان الله تعالى اباح لنا طعامهم الذى يستقون في ديهنهم على الوجه الذى
 شرع ولا يشترط ان تكون مذكورة موافقة لذكائنا في ذلك الحيوان المذكور ولا يستثنى
 الا ما حرم الله علينا على الخصوص كالخنزير ان كان من طعامهم ويستحلونه بالزكوة
 التى يستحلون بها بهيمة الانعام واما الميتة واما ما اخرجهم علينا على الخصوص فهو مباح لنا

اور کما انکا جکودى گئی کتاب حلال ہے تمہارے لئے جبکہ وال ہوا ان سے بابت اس نصرانی کے کہ کما
 یوسہ گردن مرغی کی اور پکاوے اسکو تو کماں جاوے وہ مرغی ساتھ اس نصرانی کے یا لیا جاوے
 اس میں سے کچہ کما نیکو تو کما ابن العربی نے کہ کماں جاوے کیونکہ وہ کما ہے نصرانی کا اور کیا یہی حکم
 ہے آباؤں میں فتویٰ دینا اسپر جائز ہے یا نہیں اور کیا جائز ہے انسان کو کہ خاص اپنے لئے اسپر
 اعتقاد کرے اور عمل کرے اور کما ہے ابن العربی نے بعد اس قول کے سب چیزیں کہ حلال جانتے
 ہیں وہ لوگ اپنے دین میں حلال میں مکروہ اس کے کہ حکم آتا ہے اس کے حرام ہونیکا تو جواب دیا ابو
 جعد انہ البعاز نے کہ واقف ہو میں اس سوال سے بیج مسئلہ تو روانے نصرانی کے گردن مرغی کی کہ
 کماوے مسلمان وہ مرغی ساتھ اس نصرانی کے یا یوسہ اس میں سے کچہ کما نیکو سو فتوے دیچکے میں
 تاضی بن العربی اس کے جواز کا اور طالب علم اور مشائخ ہمیشہ اس کے شبہ میں رہتے ہیں اور

کسائر الحیثم وکما یفتقر الی الزکوۃ من الحیوانات فاذا ذکاہ علی مقتضی دینہم من
لنا کلمہ ولا یشترط فی ذلک موافقۃ ذکوۃ لہم وذلک لہم خصۃ من اللہ تعالیٰ
وینسب علیہا فاذا کان الذکوۃ مختلفۃ فی شرعنا فتکون ذبحانی بعض الحیوانات
وخرافی بعض وعقرا فی بعض وقطع عضو الراس ونسبہ لکافی ذکوۃ افراد او وضعافی
ملء حار وذلک فی الخلاف فاذا کان الاختلاف موجودا بالنسبۃ الی الحیوانات فی شرعنا
فذلک قد یکون فی شہم غایر ملتنا سل عنون الحیوان علی وجہہ الذکوۃ فاذا فعل الذکاہ

(باقی حاشیہ) حال یہ ہے کہ یہ شبہ نہیں ہے نزدیک صاحب شال کے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے
فرمایا ہمارے لئے ان کا سب کما اگر جسکو حلال جانتے ہوں وہ لوگ اپنے دین میں جس طرح کہ ان کے
دین میں حکم شرع ہے اور نہیں ہے یہ شرع اگر ذبح انکا ہمارے ذبح کے موافق ہو اس حیوان حلال کے
ہونے میں اور ان کا کوئی کما اس حکم سے مستثنیٰ نہیں ہے سوائے ان چیزوں کے کہ خاص
ہم پر اللہ نے حرام کی ہیں مثلاً سورہ اگرچہ ہے انکا کما اور حلال کرتے ہیں اسکو ساتھ ای ذبح کے کہ
جس سے حلال کرتے ہیں چوپایں کو اور مثلاً مردار کو یہ نہیں کہ حرام نہیں خاص ہم پر ہاں میں ہم کہ جسے
کہ سب کلمہ ان کے حکمو حلال ہیں اور جتنے جائز کہ حاجت ان کے ذبح کی ہوتی ہے جب ذبح کریں
اسکو موافق اپنے دین کے تو حلال ہے حکمو اسکا کما اور نہیں شرط ہے اس میں کہ انکا ذبح موافق ہو اسکا
ذبح کے اور یہ اجازت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور آسانی ہے ہم پر پس جبکہ ذبح جاری ہے شرع
میں مختلف قسم پر کہ بعض حیوان کا ذبح ہے یعنی گلا کما اور بعض کا غیر یعنی سینہ کما اور بعض کا عتہ یعنی
ذبح کرنا اور بعض کا سر وغیرہ اعضا کا کما جسے کہ ذبح افراد کی ہے یا انکا گرم پانی میں اور یہ اس کی ذہ
میں ہوتا ہے کہ چرگاہ مشترکہ وریلے شویں پیدا ہوتا ہے پس جبکہ اختلاف ذبح بہ نسبت حیوانات
کے ہماری شریعت میں ہوتا ہے تو ایسا ہی ہو سکتا ہے کہ ہر دوسے اختلاف ذبح اور شریعت میں ہی

ذات الکناطعامہ کما اذن لنا ربنا سبحانه ولا یلینا ان نبحث علی شریعتہم فی ذالک بل اذا راہنا ذوی دینہم یمتحنون ذالک الکناطاض القاضی لایطاعوا لجارہم و رہبانہم الی ان قال و اما قولکم هل ذالک قول فی المذہب وهل یجوز الفتوی بہ ام لا فهو کلام مشکک مشکک لان ظاہرہ ان ما یفتی بہ من تقاضی من المسلمین ذالک ولا خلاف ان المسلم اذا سل غنی الدجلۃ او غیرہا انعامیۃ و اما کلام القاضی اذا کان المسلم مع کتابی فعل الکناطاض هل یأکل المسلم ذالک الطعام ام لا فقال القاضی یجوز للمسلم لا یفعل ذالک حیوان فقولکم هل ذالک قول فی المذہب وهل یجوز الفتوی بہ کلام غیر محصل بل اهل المذہب کلہم یقولون ویفتون ان کل طعام اهل کتاب حلال لنا الا ما خص من ذالک کما تفتہ فیہ المسئلۃ مما لا یختلف فیہا ولا یتوقف علی الفتوی بما ان ما وقع استشکال کلام القاضی لا اشکال فیہ اذا انا مل فیہ علی الوجه الذی تقر بہ فی حق صاحب العیال بالاختصاص

(باقی حاشیہ) توڑی گئی گردن کسی جائز رکی واسطے ذبح کرنے اسکے کے سوا اگر کتابی نے یہ کیا ہے تو ہم کھانگے یہ کیا انا سکا کیونکہ اجانت دی ہو مارے رب سبحانہ نے اور لازم نہیں ہے ہکو کہ بحث کریں انکی شریعت پر بہا ب میں بلکہ جب دیکھیں ہم کہ انکے دیندار لوگ حلال جانتے ہیں اسکو تو کتابی ہم وہ کہتا ہے قاضی نے اس لئے کہہ کرنا ان کے عالموں اور ان کے پرنیو گاروں کا ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا قاضی نے کہ اویہ کتنا تھا کہ کیا یہ قول ہے مذہب میں اور کیا اسپر فتویٰ جائز ہے یا نہیں ایک بات نہایت ناپند اور شبہہ اندانہ ہے اسواسلے کہ ظاہر قول قاضی کا یہ ہے کہ وہ یہ فتویٰ دیتے ہیں اسکو کہ آمد و رفت کرے اور معاملہ رکے اس کے ساتھ مسلمانوں میں سے اسکا۔ اور اس میں کچھ خلاف نہیں ہے کہ مسلمان توڑ ڈالے اگر گردن مرغی کی یا کسی اور جانور کی تو بیشک وہ مردار ہے۔ اور کلام فقہ کا صرف اسیں ہے کہ جب کمان ہو کتابی کے ساتھ اور اس کتابی نے یہ کیا تو وہ مسلمان بھی یہ کہا کہ اس کے

اور یہ بات منقح ہو چکی ہے کہ اگر کوئی شخص تعلق کسی ایک امام کا ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک خاص سلسلہ میں کسی دوسرے امام کی تقلید کرے تو ناجائز نہیں ہے خصوصاً ایسی صورت میں کہ اسکی نص صریح اسکے مذہب میں موجود نہ ہو پس ایسی روایت پر مذاہب اربعہ کے متقابل کر سکتے ہیں۔

تیسری صورت یہ ہے کہ جو گوشت ہمارے سامنے آیا ہے نہ تو معلوم ہے کہ اسگوئی مسلمان نے فوج کیا ہے اور نہ یہ معلوم کہ ہک کو کسی کتابی نے مطابق اپنے طریقہ کے فزکی کیا ہے اور نہ یہ معلوم ہے کہ اسگوئی مشرک نے مارا ہے کیونکہ انگریزوں کو مشرک کے اسے جوے جائز کے کہنے میں بھی کچھ پرہیز نہیں ہے اور ہندوستان میں سہ بات کا زیادہ تر شبہ اسلئے ہوتا ہے کہ انگریزوں کے اہل چارنگ اور خدنگار ہوتے ہیں پس کیا تعجب ہے کہ کسی مشرک نے اسے مارا ہو۔

اسکے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ درحقیقت اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ مشرک کا مارا ہوا حرام ہے مگر اس شبہ پر جو بیان کیا گیا عمل کرنے کے دو طریق ہیں ایک بموجب فتویٰ کے اور ایک بطریق احتیاط کے عمل اور فتویٰ کے یہ ہے کہ جب طعام اہل کتاب کا ہمارے سامنے آیا ہے جسکو نص صریح خدا تعالیٰ نے حلال کر دیا ہے تو ہکواسبات کی تفتیش کی کہ

باقی حاشیہ) یا نہیں تو فیضی نے فرمایا کہ جائز ہے مسلمانوں اس کا کھانا کیونکہ مسلمان یہ کام نہیں کرتا ہے کسی جاندار کے ساتھ سو یہ کہنا تھا کہ یہ قول مذہب میں ہے اور اس کے ساتھ فتویٰ ہی ہو ایک بات اہل کتاب کے ہر سب اصل منسوب کہتے ہیں اور فتویٰ دیتے ہیں کہ کھانا اہل کتاب کا ہکوحلال ہے سوا اسکے کہ خاص ہے اس میں سے جیسا کہ اوپر گذرا۔ سو یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس میں کچھ متکلف نہیں اور کچھ توقف اس فتویٰ کے دینے میں نہیں ہر مسئلہ ہے اس کے رافع ہووے اشتباہ کلام فیضی میں اور حال سچ کہ کچھ شبہ

میں ہر مسئلہ ہے اس کے متکلف ہووے اشتباہ کلام فیضی میں اور حال سچ کہ کچھ شبہ

کس نے ذبح کیا اور کیونکر ذبح ہوا ہے کچھ حاجت نہیں اور جب تک کہ ہکو ثابت نہ ہو جاوے کہ وہ مشرک کا مارا ہوا ہے اسوقت تک اُسکے کمانے سے انکار کر نیکی یا اُسکے کمانیکو ناجائز سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں۔ تحشیینا للظن بد کہا بالمسلمہ کما ذکرنا افقاسن العالمگیری لیکن جب معلوم ہو جائیگا کہ مشرک کا مارا ہوا ہے تو ابدتہ اسوقت اُسکا کمانا منیع اور حرام ہے اور طریقہ احتیاط کا یہ ہے کہ اگر ایسا شبہ یا دہم دل میں آوے تو دریافت کر لیں اگر حقیقت مشرک نے قتل کیا ہو نہ کماویں مگر اس شبہ خاص سے عموماً طعامِ اہل کتاب کیوں ناجائز ہوگا۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ ہم بلا کسی بحث کے نسبت ذبحِ اہل کتاب کے یہ بات فرض کر لیں کہ تمام ذبائحِ بجز اس صورت کے کہ اُسکو مسلمان نے ذبح کیا ہو یا اہل کتاب نے مسلمانوں کے تو اعد ذبح کے موافق ذبح کیا ہو حرام اور ناجائز میں تو ہی صرف اسی گوشت کا کمانا ناجائز ہو گا جو اس طرح کے ذبح سے حاصل ہوا ہے نہ اُسکا جو مسلمان یا اہل کتاب مسلمانوں کے قاعدہ کے موافق ذبح سے حاصل ہوا ہو اور نہ ان چیزوں کا جن میں ذبح ہوتا ہے نہیں مثلاً مچھلی روٹی چانول اذہ اشیرینی وغیرہ پس صرف گوشت کی نسبت ہر شخص دریافت کر سکتا ہے کہ کس طرح حاصل ہوا اُسکو نہ کماوے۔

یہی طریق ہم مسلمانوں میں بھی جاری ہے جب کوئی شیعہ ہمارے دسترخوان پر آتا ہے اور ہمارے ہاں مچھلی کچی ہوئی تیار ہے تو وہ پوچھتا ہے کہ یہ فلس دار ہے یا بے فلس اگر بے فلس مچھلی ہووے تو وہ نہیں کھاتا کہ اُسکے مذہب میں بے فلس کی مچھلی کھانا منع ہے پس اگر ہکو بہت احتیاط ہو تو یہی طریقہ ہکو اہل کتاب کے ساتھ برتنا چاہئے۔

لے بسبب حسن ظن کے ساتھ کتابی کے جیسا کہ حسن ظن ساتھ مسلمان کے ہے چنانچہ ذکر کیا ہے ابھی مالگیری میں ہے۔

الشبهة الرابعة انگریزوں کے اہل کمانا پکانے والے چار تک ہوتے ہیں تو ان کا پکایا ہوا کمانا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔

یہ شبہ ایسی صورت میں کہ مسلمانوں کے اہل کمانا پکایا ہوا کمانا ہو اور انگریز شریک ہوں یا انگریزوں کے اہل کمانا پکایا ہوا کمانا ہو۔ مسلمان ہوں نہیں ہو سکتا باقی رہی یہ بات کہ کمانا پکایا ہوا انگریز یا کوئی اور ہو مشرکین میں سے اگر انگریز ہے تو وہ اصل کتاب ہے جس کے پکائے ہوئے کمانے میں کچھ مخطوہ شرعی نہیں ہے اور اگر وہ مشرک ہے تو بموجب مذہب اہل سنت والجماعت کے مشرکین میں کوئی نجاست ظاہری نہیں فی الحیاتیہ شہر الہدایۃ قال اللہ تعالیٰ انا المشرکون نجس قلت النجاسة فی اعتقادہم لا فی ذاتہم۔ پس جس طرح کہ ہم لوگ بلا کسی تردد و تامل کے ہندوؤں کے اہل کمانا پکایا ہوا کمانا اور علویوں کی مثالی کمانے میں اسی طرح اسکو بھی کمانگے جیسا احتمال اس بات کا ہے کہ اسے انگریز یا مشرک پکانے والے نے پکانے میں بے اعتیاطی کی جو اس سے بہت زیادہ احتمال علویوں کی مثالی اور دودھ اور ہندوؤں کے پکے ہوئے کمانے میں ہے خصوصاً اس کمانے میں جو چو کہ میں بنایا گیا ہو کہ بدون گوہر کے لینے کے چو کہ ہو نہیں سکتا پس جبکہ ہم ان کے اہل کمانے میں کچھ تامل نہیں کرتے تو انگریزوں کے اہل کمانے میں اگر اسکو کسی مشرک نے پکایا ہو کیوں تامل کریں گے لان کل ذلک محکوم بہ قیاساً حتیٰ یقین بنجاستہا۔

لے غایہ شرح ہدایہ میں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے صرف مشرکین ناپاک ہیں۔ کتابوں میں نجاست انکے اعتقاد میں ہے نہ انکی ذات میں۔

لے نیز کہ اس سب کے پاک ہونے کا حکم ہے جب تک کہ یقین انکی نجاست کا ہو دے۔

جناب مولانا شاہ عبدالغفر رحمۃ اللہ علیہ سے اسی مسئلہ کی مانند ایک فتویٰ چھپا گیا اور انہوں نے جو از کا فتویٰ دیا چنانچہ وہ فتویٰ بعینہ نقل کیا جاتا ہے۔

قول المستفتی ما تقولون ان الادویۃ المركبۃ الرطبة اللتی یضعونها اهل الحرب فی دارہم ومن الادھان ومیاء الاشیاء وغیرھا اهل یحوز استعمالہ المسلمین فی دار الاسلام من غیر ضرورتہ شدیدۃ تبیح المخلوقات اولا یحوز رجل تعود البجاستۃ عند استعمال الادویۃ الیاسۃ بالصق مع الماء والادھان اولا وما حکم مدواہم وقرطاسہم اذا بلت طامرا وغس وکذا اضعف اللتی یختصمون بہا مکتوبہم بعد ان قبل بلعاب الفحل یحوز المسلم ان یدخلھا فی فمہ لیکون صالحا لتمام دھمی ایضا من مضوعاتہم فی دیا رہم۔

جواب یحوز استعمال الادویۃ المذکورۃ والصحف وغیرھا من مضوعات اهل الشرک بحکمہ هذه الروایۃ لعلوم البلوی اوعلم التیقن بالنجاسة قال ابو حفص البجاری

لے قول فتویٰ لینے والا کیا کہتے ہو تم کہ دو این مرکبات اور ترکہ بناتے ہیں اس حرب اپنے ملک میں شلائیل اور دہشتوں کے حق وغیرہ تو جائز ہے مسلماً تو کونکونکا استعمال اپنے ملک میں بغیر ضرورت سخت کے کہ مباح کرتی ہے منوعات کو یا نہیں جائز ہے۔ اور کیا پھر آجاتی ہے نجاست بر وقت استعمال دوا خشک کے ساتھ پینے کے پانی میں یا تیل میں یا نہیں اور کیا ہے حکم دوا کرنے کے لائے کا اور کاغذ ان کے کا جبکہ گیلیا ہو جاوے پاک یا ناپاک۔ اور ایسا ہے وہ گوند کہ بند کرتے ہیں اس سے وہ اپنے خطوط گیلیا کر کے اپنے تھوک سے تو جائز ہے مسلمان کو کہ میوے اس گوند کو اپنے منہ میں تاسکو درست کرے خطوط بند کرنے کے لئے اور وہ گوند بنایا ہوا ہے ان ہی کا ان ہی کے ملک میں۔

لے جواب جائز ہے استعمال بن دواؤں مذکورہ کا اور اس گوند خیرہ کا کہ بانی ہوئی میں اہل شرک کی بوجہ حکم اس روایت کے واسطے عموم پورے کے اور عدم تیقن نجاست کے۔ کہا ابو حفص بخاری نے

من شك في امانه وثوب اويدي اصابه النجاسة اذ لا فسطاط له يتيقن وكذلك الابار
والخياض التي يتخذها اهل الشرك والبطالة وكذلك الثياب التي ينسجها اهل الشرك
والمجذبة من اهل الاسلام وكذلك الثياب الموضوعة والمركبة في الحرق والعلامات التي يتوهم بها
اصابة النجاسة تحل ذلك محكوم بظهاره حتى يتيقن بنجاستها واصل ذلك ما روى
عن النبي صلى الله عليه وسلم انه استسقى عبد الرحمن بن عوف فقال سقيك من جرة حمرة
او من الجب الذي يشرب منه الناس فقال عليه السلام من الجب الذي يشرب منه الناس و
روى عن محمد بن واسم رحم ان رجلا جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله
اجرة ايض حمرة اى مستومة اتوضأ به احب اليك او وضوء جماعة المسلمين ^{المسلمين} قال يا ايها

جس شخص نے کہ شک کیا اپنے برتن میں یا اپنے برتن میں یا اپنے کپڑے یا اپنے ہاتھوں میں لگی ہے حکومت
یا نہیں سو وہ پاک ہے جب تک کہ یقین نہ ہو اور ایسے ہی وہ کنوئیں اور حوض کہ احتمال کرتے ہیں ان کو
اہل شرک اور بطالت اور ایسے ہی وہ کپڑے کہ بنتے ہیں انکو اہل شرک یا جاہل مسلمان۔ اور ایسے
ہی وہ تیلیاں کہ کسی ہوں یا لگائی ہوں خرقوں میں اور عاموں میں کہ جن میں دھم جو دے گئے
نجاست کا سو اس سب کا حکم طہارت کا ہے جب تک کہ یقیناً نجاست نہ ہو۔ اور اس سب کی اصل وہ
روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی مانگا عبد الرحمن بن عوف سے تو انہوں نے کہنا نہ جوتیلیا
ڈھکی ہوئی ہے اس میں سے پانی پلاؤں یا اس بڑے ٹکے سے کہ جس میں سب لوگ پیتے ہیں تو فرمایا کہ بڑی
ٹکے میں سے کہ جس میں سب لوگ پیتے ہیں اور روایت امام محمد بن واسم سے ہے کہ ایک شخص ایض
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ادبھی رکھی ہوئی تیلیاں جو ڈھکی ہوئی ہے اس میں سے وضو کروں
تو یہ آپ کو پسند ہے یا وہ پانی کہ اس میں جماعت مسلمانوں کی وضو کرتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ
وہ پانی جس میں جماعت مسلمانوں کی وضو کرتی ہے۔

احب الاديان الى الله الخفيفة السحة فتاوى عمادى والله اعلم وفى الهداية سورة الاحقاف
 وادخل كحم طاهر لان المختط به اللعاب وقد تولد من كحم طاهر يدخل فيه الجنب والمجانن
 والنساء والكافر فى الكافى شرح الهداية اذ لو حكم بنجاسة لا تجزى كل جنب وحائض
 الى اقله على حلق وفيه التحريم كما لا يخفى وفى العنايه مشرح الهداية ثبت والصحيحين
 ان النبى صلى الله عليه وسلم مكن ثمانين ائمة فى المسجد قبل اسلامه فلو كان نجساً
 لما مكن من ذلك فان قلت قال الله تعالى انا المشركون نجس قلت النجاسة فى اعتقادهم
 لا فى ذاتهم انتھ -

بات یہ ہے کہ جس شخص کے دل میں حقیقت سائل شرعیہ کی علی الخصوص اُن
 مسائل کی جگہ نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یا بالتصریح ان کے جائز ہونے کا حکم دیا
 سب دینوں میں وہ دین اللہ کو پسند ہے کہ راست ہو اور آسان ہو فتاویٰ عمادیہ واللہ تعالیٰ اعلم -
 اور مایہ میں ہے کہ بھڑا آدمی کا اور اُس جانور کا کہ کیا جا تا ہے گوشت اُس کا پاک ہے کیونکہ جو ملا ہے اُس
 میں وہ لعاب دہن ہے اور یہ لعاب پیدا ہوتا ہے گوشت پاک سے - اور داخل میں اسی حکم
 میں جنابت والے اور حیض اور نفاس والی عورتیں اور کافر - اور کافی شرح مایہ میں ہے کہ کیونکہ اگر حکم انکی
 نجاست کا کریں تو بیشک حاصد ہونگے سب جنبی اور حیض اور نفاس والی عورتیں علیحدہ برتن
 کے اور اس میں بہت بوج ہے کہ یہ پوشیدہ نہیں ہے - اور عنایہ شرح مایہ میں ہے کہ ثابت ہے
 صحیح بخاری اور مسلم میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹہرایا ثمانہ بن ائمة کو مسجد میں اُسکے سلمان
 ہونے سے پہلے پس اگر جنس ہوتا تو اُسکو مسجد میں حضرت نے ٹہراتے - پس اگر تو یہ اعتراض کرے
 کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مشرک لوگ المپاک ہیں تو ہم جواب دیتے ہیں کہ نجاست اُنکے اعتقاد
 میں ہے نہ انکی ذات میں -

بخوبی مستحکم ہے اور بمقابل اُن مسائل کے نہ لوگوں کے بڑا ہلکا کرنے کی کچھ حقیقت جہتا ہوا
اور نہ اپنے مریدوں اور شاگردوں کے دغلا ستنے والوں کے پہر جانے کا اندیشہ ہے اور نہ
تذرو نیاز کے بندہ ہونے کا کچھ خدشہ ہے اُسکے لئے ان تمام شبہات و مہمہ کے دوا
کرنے کے لئے صرف یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ آپ نے یہودی کے
اُس کا پکا ہوا بغیر کسی خدشہ کے کیا اور جب آپ سے نصاریٰ کے اُس کے کلمے
کے باب میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا لا یتخلجن فی صمد مٹ طعام کافی دوانی ہے
کیونکہ یہ شبہات جب قدر کہ پیش کے جاتے ہیں یہی تمام شبہات اسوقت ہی موجود تھے
اور باوجود ان سب باتوں کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا یتخلجن فی صمد
طعام پس جب کسی کا اقرار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرار سے بڑا ہو اور
وہ ان شبہات و مہمہ پر طعام اصل کتاب سے بچنے کا دعویٰ کرے۔

الشبہۃ الخاستہ جن برتنوں میں کہ کمانا انگریزوں کے اُس پکتا ہے اور جن
برتنوں میں کمانا جاتا ہے اُن کے پاک ہو نیکی کا طرح یقین ہو سکتا ہے۔

یہ شبہ ایسی صورت سے کہ انگریز مسلمان کے گہرا نکر مسلمان کے اُس کا پکا ہوا کمانا
کمانوں متعلق نہیں ہو سکتا ہے البتہ اس صورت سے کہ مسلمان انگریزوں کے گہرا کمانا
متعلق ہو سکتا ہے پس ایسی حالت میں یہ بات دیکھنی چاہئے کہ وہ برتن کس قسم کے ہیں
آیا تانبے یا چینی یا شیشے کے ہیں کہ جن میں اثر اشیاء محرمہ کا اگر اُن میں کمانی یا پائی گئی ہوں نفوذ
نہیں کرتا ہے یا شیشے وغیرہ کی قسم سے ہیں کہ جن میں اثر اشیاء نفوذ کرتا ہے پس اگر وہ برتن قسم

طے زطلان ڈالے تیرے سینہ میں کوئی کمانا۔

طے زطلان ڈالے تیرے سینہ میں کوئی کمانا۔

اول کے میں اور دہوئے میں تو ان میں کما نابے خذہ مباح اور درست ہے اور اگر وہ بے
 دہوئے نہیں اور ان میں محرمات کے کملئے جائیگا صرف احتمال یا ظن غالب ہے مگر یقین نہیں
 اور نہ کوئی ظاہری نجاست ان میں ہے تو بغیر دہوئے ہوئے میں کما ناکر وہ یعنی بڑا احتیاطی
 ہے مگر حرام یا منسوع شرعی نہیں لائن لالہ حلوہ بطہا سر حقہ حق یقین نجاست ہا
 اور یہ حکم کچھ انگریزوں ہی کے برتنوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام ان قوموں کے
 برتنوں سے متعلق ہے جو ان چیزوں کو کلاتے بیٹے ہیں جگا کما اپنا ہماری شریعت میں ام
 ہے اور اگر وہ برتن قسم دوم کے میں جن میں اثر نفوذ کرتا ہے جیسا کہ مٹی کے برتن اور ہر کو
 اس بات کا یقین ہے کہ ان میں شراب پی گئی ہے یا سوڑ پکا گیا ہے تو ان کے واسطے
 یہ حکم ہے کہ اگر اور برتن میں تو ان میں نہ کما دیں اور اگر اور برتن نہ میں تو ان کو دہولیں اور
 کما دیں۔

ابوداؤد میں ابو ثعلبہؓ نے روایت ہے شئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم قال انا بخاؤز اهل الکتاب وهم یطبخون فی قلدہم الخمر ہر ویشربون
 فی آئیتہم الخمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان وجدتمہم ہا ذلکوا فیہا
 واشربوا وان لم تجدوا غیہا فان رضوہا بالماء کلا واشربو۔

۱۔ کیونکہ اس سب کے پاک ہونے کا حکم ہو چکا ہے میں تک کہ ان کے ٹاپاک ہونے کا یقین ہو۔
 ۲۔ پوچھا ابو ثعلبہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہمارا گندہ برتن ہے اہل کتاب پر
 اور وہ پکاتے ہیں اپنی اینڈیوں میں سوڑ اور پیتے ہیں اپنے برتن میں شراب تو فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر پاؤ تم اور برتن تو کماؤ اور پیو ان میں اور اگر اور برتن نہ پاؤ تو انکو پانی سے دھو کر
 ان میں کماؤ پیو۔

اور صحیح مسلم میں اس حدیث کے یہ الفاظ میں فائت وجد غیرہا فلاناکلوافیمہا و
ان لہم وجدافغسلوها وکلوفیمہا۔

ان حدیثوں کی نسبت بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب اور برتن میں توپرا انگریزوں کو برتنوں میں
کمانا نہ چاہئے مگر ایسا سمجھنا تین وجہ سے غلط ہے

اول یہ کہ یہ حدیث ان برتنوں سے متعلق ہے جن میں شراب اور سور کھیا یا پکایا جاتا ہے
اس زمانہ میں انگریزوں کے یہاں جو عام رواج ہے اس میں شراب پینے کے برتن بالکل
علیحدہ ہیں اور سور کمانے کے برتن بالکل علیحدہ ہیں بلکہ ہر قسم کے کمانے کے برتن
جداجدا ہیں پس یہ حدیث ان برتنوں کو سور اور شراب کے کمانے کے نہیں میں متعلق
نہیں ہو سکتی ہے۔

دوسرے یہ کہ یہ حدیث ان برتنوں سے متعلق ہے کہ جن میں اثر ماکول اور شروب
کا اثر کثرت کرتا ہے۔

تیسرے یہ کہ تمام علمائے اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ نبی اعیانی ہے اور
انگریزوں کے برتنوں میں دھونے کے بعد کمانے میں باوجودیکہ اور برتن موجود ہوں کچھ
کراہت ہی نہیں ہے چنانچہ اس مقام پر وہ روایتیں نقل کرتے ہیں۔

شیخ شکوۃ ملا علی قاری لکھتے ہیں لاکلوافیمہا ای احتیاطاً فاغسلوها امر مہجوب
ان کان ظن الجناسۃ والا فامہندب۔

اے اگر پاؤ تم اور برتن تو نہ کمانا آئیں اور اگر نہ پاؤ تم اور برتن تو یہی دہو لو اور ان ہی میں کماؤ۔

اے نہ کماؤ تم ان برتنوں میں یعنی احتیاط کے لئے 'ہں' دہوؤ انکو یہ حکم وجوبی ہے اگر مودے گمان
نجاست کا اور نہ یہ حکم استحبابی ہے۔

اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کتاب الصیۃ والذباح میں کلمہ ہے۔ وقل
 يقال هذا الحديث مخالف لما يقول الفقهاء فانهم يقولون يجوز استعمال او
 اني المشرکین اذا غسلت ولا کراهة فیہا بعد الغسل سواء وجد غيرها ام لا وهذا
 بحديث يقتضی کراهة استعمالها ان وجد غيرها ولا یلکی غسلها فی نفي الکراهة وانما
 یغسلها ویستعملها اذا لم یجد غيرها والجواب ان المراد بالنهي عن الاکل فی
 انیتهم التي کما اذا یطبخون فیها لحم الخنزیر ویشربون الحمر کما صرح به فی رواية ابی
 داود واما نحن عن الاستعمال فیها بعد الغسل الاستقذار وكونها معتادة النجاسة
 كما یکن الاکل فی الجحر المخلولة واما الفقهاء فرادهم مطلق آئنة الکفار التي لیت
 مستعملة فی النجاسات فهذا ینکح استعمالها قبل غسلها فاذا غسل فلا کراهة فیها لانها لما هرت
 ولسر فیها استقذارا ولیدرید وانفی الکراهة عن آئنة یضم المستعملة فی الخنزیر وغیره
 من النجاسات والله اعلم۔

سہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مخالف ہے قول فقہار کے کہ وہ کہتے ہیں جائز ہے استعمال شرکین کے برتنوں کا
 جب وہ ہوے جاویں اور کچھ کہہ رہے ہیں کہ اس میں نہیں بعد ہونے کے اور برتن ان کے سوا موجود ہوں
 یا انہوں اور یہ حدیث مقتضی ہے اسکی کہ استعمال ان برتنوں کا مکروہ ہے اگر اور برتن ان کے سوا موجود
 ہوں اور صرف وہ ناجائز کافی نہیں ہے کہ اس میں مکروہ کے دور کرنے کے لئے بلکہ وہ ہونے اور
 برتنے انکو جب موجود ہوں اور برتن اور جواب یہ ہے کہ مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ منع کرنا
 سے ان کے اس برتن میں کہ پکاتے ہیں اس میں گوشت سوڑ کا اور پیتے ہیں اس میں شراب پینا
 یہ ہی تصریح ہے روایت ابی داؤد میں اور منع کیا گیا ہے ان میں کما بفضل کے بعد صرف گن کے سبب
 اور اسلئے کہ ان میں نجاست ہی کی مادہ سے پنا پڑ کر وہ ہے کما نا پچوں کے برتن میں جو ہو گیا یا ہوا

علاوہ اسکے ابو داؤد میں جو دوسری حدیث جابر سے روایت ہے اُس میں صاف
 بلا کسی خدشہ اور کسی قید کے مشرکین کے برتنوں کا استعمال آئی ہے اور وہ حدیث یہ ہے۔

عن جابر قال كنا نغزو مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فنصيب من آنية المشركين
 واسقيتهم فستمتع بها فلا يعيب ذلك عليهم۔

وقد سئل مولانا شاہ عبد الغنی المحدث الدہلوی عن هذا فاجاب هكذا كما
 هو منذ كثر في قراواة وهذه عبارة تليق الاكل والشرب في اواني المشركين قبل
 الغسل لان الغالب والظاهر من اوانيتهم النجاسة وانهم يستحلون الخمر ويشربون
 ذلك ويأكلون ويلعبون في قمارهم وفي قصاعهم واوانيتهم فكلوا الاكل في حال
 الغسل

متعلق صفحہ ۲۸۔ اور فقہا کی مراد یہ ہے کہ مطلق برتن کا فرد کے جو نجاستوں میں متعل نہیں ہیں کہ وہ
 ہے انکا استعمال دھونے سے پہلے اور جب انکو دھو لیا تو کچھ کراہت نہیں کہ وہ پاک ہیں اور نہیں ہے
 ان میں کچھ گن اور نہیں مراد ہے فقہا کی یہ کہ کراہت نہیں ہے ان کے ان برتنوں میں جو متعل ہو
 میں تخریر وغیرہ نجاستوں میں واللہ تعالیٰ اعلم۔

لے۔ جابر سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائیوں میں جاتے تھے
 تو کتنے ہجو برتن مشرکوں کے اور پانی کے برتن انکو توہر تھے ہم انکو سو حضرت عیسیٰ نہیں لگاتے تھے اسکا ہم پر۔
 لے اور پوچھا گیا شاہ عبد الغنی سے اسکا حکم تو یہ ہے جواب دیا کہ وہ مذکور ہے ان کے قماروں میں اور
 یہ انکی عنایت ہے کہ وہ ہے کمانا اور پینا مشرکین کے برتنوں میں پہلے دھونے اور ظاہر ان کو
 برتن میں نجاست ہے اور دے حلال جانتے ہیں مشراب اور پیتے ہیں انکو اور کھاتے پکاتے
 میں اپنی اہلیوں میں اور اپنے گھروں میں اور اپنے برتنوں میں تو کہہ رہے کمانا ان میں دھونے
 سے پہلے۔

اعتبار الظاهر كما كره القضي بسوء الدجلة لانها لا تتوقى من النجاسة فالبالان الاصغر
في الاشياء الطاهرة وتشكيك في النجاسة فلم يثبت النجاسة بالاشك هذا اذا لم يعلم
بنجاسة الاواني واذا علم فانه لا يجوز ان يشرب فيها قبل الغسل ولو اكل وشرب كان
شاربها واكلها حراما هذا حاصل ما ذكر في الذخيرة -

قال الجدل السليم (مصلحة الله تعالى وما ابتلينا من شراء السم في الخبل والبلين
والجبن وسائر المايعات من الهند على هذا الاحتمال تلويثا وانهم وان ساءهم لا
تتوقى عن السهرتين وكذا ياكلون لحم ما قتلوه وذلك ميتة في المجتب ان لم يجد بدا
منهم ان يستوفى عليهم ان يجنبوا عن السهرتين والميتة فالتقى عليهم بامرهم ان يعطوا

باعتبار ظاهر کے جیسا کہ روہ ہے وضو ساتھ جوڑے پانی زمری کے کہ وہ غالب نجاست سے نہیں بچتی ہے
کہ اصل اشیاء ہی طہارت ہے اور شک کرتا ہے نجاست میں تو نہیں ثابت ہے نجاست مشکو
میکہ نہ معلوم ہووے نجاست برتنوں کی اور جب معلوم ہووے تو نہیں جائز ہے کہ پیوے ان میں پل
دھونے سے اور اگر کما یا پانی یا ان میں تو ہوگا حرام کا کما نہ الا یا حرام کا پینے والا یہ حاصل ہے اسکا
جو ذخیرہ میں ہے -

سہ کتاب ہے ہند (یعنی مجیب) صلاحیت دے اللہ اسکو اور وہ چیزیں کہ مبتلا ہیں ہم ان میں خریدنا گئی کا
اور سر کر کا اور دودھ کا اور پنیر کا اور سب رقیق چیزوں کا ہندو کے اس سے اسی حکم میں ہیں بسبب
ہتمال آلودگی ان کے برتنوں کے اور ان کی عورتیں نہیں بچتی ہیں نجاستوں سے گوبرے اور
کمانی میں گوشت اس جانور کا کہ قتل کرتے ہیں اسکو اور یہ مردار ہے اور مجتنب میں ہے کہ پلے
چارہ اس بات کا کہ نہ اعتماد کرے ان پر کہ کہیں وہ گوبر اور مردار سے تو دشوار ہوگا کہ حکم کرے
انکو کہ دیویں وہ اپنے برتن -

مسلمایضلہا اذ یضلو ایدہم بملہ من المسلمین والا والا باحۃ فتویٰ
والقہرنا التقویٰ کذا فی نصاب الاحتساب۔

اور اس باب میں کہ وہ پانی جس سے وہ برتن دھوئے گئے پاک تھایا یا پاک نہ تھا
کچھ شبہ نہیں ہو سکتا اسلئے کہ کوئی پاک چیز شبہ سے ناپاک نہیں ہو جاتی جیسے کہ ابھی
بیان ہوا۔

علاوہ اسکے فی الوصول میں خاص انگریزوں کے گزروں کے پاک ہونے میں اثر
صحابہ موجود ہے اور یہ حدیث اس میں ہے وعن ابن عمر قال توضاء عمر رضی اللہ عنہ بکیم
فی جوفہ انیۃ ومن یتھاخرہ منہ ین قلث وترجم بہ البخاری واللہ اعلم۔

الشجۃ السادۃ میز پر ٹھیکر چھری اور کانٹے سے کمانا اور تشبہ بالنصارى
کرنا کس طرح پر جائز ہے۔

اس شبہ کا حل دو طرح کرنا چاہئے اول یہ کہ فی نفسہ میز پر ٹھیکر اور چھری اور کانٹا
اور چھپے سے کمانیکہ کیا حکم ہے پھر تشبہ کا حکم بیان کیا جاوے پھر می سے کمانا جائز بلکہ
سنت ہے خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کو چھری سے کاٹ کر
تناول فرمایا ہے۔

مسلمان کو کہہ دو کہ انکو یاد ہو دیں وہ اپنے اتہ سے سانسے مسلمانوں کے اور اگر یہ منو کے
توا باحۃ فتویٰ ہے اور پرنیز گاری تقویٰ ہے یہی نصاب الاحتساب میں۔

سہ اور ابن عمر رض سے روایت ہے کہ وضو کیا عمر رضی اللہ عنہ نے گرم پانی سے جو ایک نصرانی عورت
کے گھر میں اور اسی کے ٹکے میں تھا یہ حدیث امام زہین نے نکالی ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ انکو تنجائی
نے ہی بیان کیا ہے واللہ اعلم۔

بخاری میں عمر و ابن امیر سے روایت ہے۔ **اخبروا انه سأل النبي صلى الله عليه وسلم** یحییٰ بن کثف اشاعة فی یک فذعی الی الصلوة فاکتمها و السکین التي یحییٰها ثم فاضل فی **منها** اور ابو داؤد میں جو حدیث در باب منع قطع لحم بالسکین کے ہے اسکو خود ابو داؤد نے ضعیف کہا ہے **قال القسطلانی** فان قلت هذا الحدیث یعارض حدیث ابی معشر عن مشاہد بن عمرہ عن ابیہ عن عائشة **رفعتہ لا تقطعوا اللحم بالسکین** فان من حرمه الا لجمہ و ان شئنا فاذننا و امراء اجیب بان اباراؤد قال هو حدیث لیس بالقوی و حیث لا یتجربہ من اجل ابی معشر خیر السندی الهاشمی صاحب المغازی قال البخاری وغیرہ منکر الحدیث و من مناکیرہ حدیث **لا تقطعوا اللحم بالسکین** هذا لکن قال الحافظ ابن حجر ان له شأهلاً انتہا۔

اے انکو خبر دی ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چہی سے کاٹتے تھے شانہ بکری کا جو آپ کے اہتیم میں تھا کہ بلاے گئے طن نماز کے پہ ڈال دیا اس شانہ کو اور شمس پٹری کو کہ جس سے کاٹتے تھے اور جا کٹے ہوئے نہا پر اور نماز پڑائی اور وضو کیا۔

مٹھ کتے میں مٹلائی۔ اگر تو یہ کہے کہ یہ حدیث معارض ہے حدیث ابی معشر کے جو روایت کرتے ہیں ہشام ابن عروہ سے کہ وہ روایت اپنے باپ سے جو روایت کرتے ہیں حضرت عائشہ سے کہ وہ اس حدیث کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچاتے ہیں کہ فرمایا احسنہ نے نہ کاٹو گوشت کو پٹری سے کہ یہ فعل محم کہے اور دانت سے کھاؤ کہ یہ بہت خوب اور خوشگوار ہے تو جواب یہ ہے کہ ابو داؤد نے کہا ہے کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے اور اس وقت اس حدیث سے حجت نہ ہو کی سبب ابی مسر کے کہ حجت لیتے ہیں اسکے ساتھ سندی الهاشمی صاحب المغازی۔ کہتے ہیں امام بخاری وغیرہ کہ یہ ابو معشر منکر الحدیث میں اور انکے مناکیر سے ہے حدیث **لا تقطعوا اللحم بالسکین**۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہتے ہیں حافظ ابن حجر کہ اسکے واسطے شاہد ہی ہے۔

اور اگر فرض کیا جاوے کہ یہ حدیث بنی صحیح ہے تو اسکی تطبیق پہلی حدیث سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے صراط المستقیم شرح سفر الشہادت میں اس طرح پر کی ہے۔
اگر حدیث بنی صحیح ہست در گوشتے باشد کہ نیک نفع یافتہ و احتیاج بریدن ندارد
و آنچه در پریدن آید در آنچه نفع نیافتہ بعد اس کے شیخ محدث دہلوی نے اسی مقام پر حدیث
سنی کو اور بھی ضعیف کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ بنی ایسی ہے جیسا کہ اٹھ سے گوشت
توڑے فیہ بنی آئی ہے اور انکی عبارت یہ ہے۔

بہنہ کہ بنی از پریدن گوشت بکار و رود یافتہ از گرفتن گوشت از استخوان بدست
نیز منع گونہ واقع شدہ و در جامع الاصول از صفوان بن امیہ آورده کہ گفت ہودم من کہ
میخوردم بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و میگرفتہ گوشت را بدست خود از استخوان فرمود
نزدیک بگردان گوشت از دہن خود کہ دے گوارا تر و سبک تر ہست رواہ ابو داؤد
و روی الترمذی۔

پس یہ بنی ایسی نہیں ہے کہ جگے ارتکاب میں کچھ قباحت ہووے کیونکہ یہ
بنی حکمی نہیں ہے چچا اور کانٹے کے ستمال کا قیاس چہری پر کرنا چاہئے کہ ان کے
ستمال کی مانعت کہیں نہیں ہے چنانچہ ایسی چیزیں بنے اٹھ ہر ایک سب چچہ
سے کہاتے ہیں دلائل اب و لا یکرہ۔

میز پر کلمنہ کے لئے کوئی حدیث منع کی وارد نہیں ہے صرف اتنی بات ہے کہ
جس طرح رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی چپاتی تناول نہیں فرمائی اور کبھی
تشریوں اور رکابوں میں کھانا تناول نہیں فرمایا ہے اور نہ کبھی میوے اور روے کی
اور چنے بوئے آٹے کی روٹی کھائی اسی طرح کبھی خوان پر یعنی میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا

پس جو حال کہ ان چیزوں کا ہے وہی نیز پر کلمے کا ہے جس طرح وہ براح میں اُس طرح
یہ ہی بلج ہے۔

بخاری میں تادم سے روایت ہے ما اکل النبی صلی اللہ علیہ وسلم خبز اوقیا
ولا شاة مسمومة حتی لعنہ اللہ عز وجل۔

اور حضرت انس سے روایت ہے ما علمت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکل
علی سکرجة قط ولا خبز امرق قط ولا اکل علی خوان قطیل لقنادة فعلی ما کانوا یاکون قال علی
السکرجة بضم السین والکان والرءاء المشددة وفلتمہ ابحیم وقیل الرءاء المفتوحة
وہی صحائف صغار کذا فی القاموس۔

دکنی مجمع البحار ولا اکل علی خوان قط هو ما یوضع علیہ الطعام عند الاکل لانه
من داب المترفین لئلا یفتقوا الی التطاھون والا غناء۔

۱۷ نہیں کھائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چپاتی اور نہ کبری کا گوشت بننا سوا یہاں تک کہ لے لے اللہ
عزوجل سے۔

۱۸ نہیں جائیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا اور نہ شتری کے کبھی اور چپاتی کبھی اور نہ خوان پر
کبھی تو کھا گیا تادم سے پر کس پر کلمتے تھے تو کھا کہ دسترخوان پر۔

۱۹ سکرجہ میں سین اور کاف اور رائشہ والی پریش ہے اور جیم پر زبر اور بعض راہ پر بھی زبر کتو
میں اور دے رکابیاں میں چوٹی چوٹی یہ ہی قاموس میں۔

۲۰ اے اور مجمع البحار میں ہے اور نہ کھایا اور نہ خوان کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خوان
وہ چیز ہے کہ جسر کلمنے کے وقت کھانا کتے میں اسلئے کہ یہ دستور ہے تو نگروں کا تاکہ نہ حاجت
ہو دے جکئے کی۔

اور بخاری میں ابو حازم سے روایت ہے اِنَّهُ سئل سئل اهل الراية في نزاهة النبي
صلى الله عليه وسلم النبي قال لا فقلت كنته تفتخون الشعير قال لا ولكن كئنا تفتخه -

اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اُس طرح
کا کما ناست ہے اور اُس کے سوانی نفسہ مباح ہے اسی طرح دسترخوان پر کما ناست اور
میز پر کما نافی نفسہ مباح ہے۔

اب باقی رہی بحث نسبت تشبہ کے اور اس باب میں حدیث من تشبه بقوم
فہو منهم پر استدلال کیا جاتا ہے کتاب اللباس باب ما يجاء في الاقيبة من ابو داود
نے لکھی ہے۔

مگر اس حدیث کو اس مسئلہ سے کچھ بھی علاقہ نہیں ہے مناسب ہے کہ اول نفس
الفا حدیث میں غور کیجاوے کہ قوم سے کیا مراد ہے اور تشبہ سے کیا مراد ہے اور
منہم کے کیا معنی ہیں اور اُس کے بعد حدیث کے معنی بیان ہوں۔

تشبہ کسی قوم کے ساتھ ایسوقت کہا جاسکتا ہے کہ ابا التشبه خاصہ اُسی قوم کا ہو اور
کسی قوم میں نہ پایا جاوے میز پر ٹیکر کما نافی اور چہری کانٹے سے کما نافی قوم نصاری کا خاصہ
نہیں ہے بلکہ تمام ترک جو مسلمان ہیں وہ بھی اسی طرح پر کما تے ہیں پس کیا وجہ ہے
کہ جو میز پر ٹیکر کما نیوالو کو مشابہت نصاری کے ساتھ دیجاوے اور اتراک کے ساتھ

لہ پوپا ابو حازم نے سہل سے کہ دیکھا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں میدہ کما نیں پر کس
نے کہ تم چہا کر تے تے جو کانا کما نیں گر ہو نکارے تے تے۔

لہ جو تشبہ کرے کسی قوم کے ساتھ وہ اُس قوم میں ہے۔

لہ کتاب پوشاک باب ان حدیثوں کا کہ آئی میں پسنے کے کپڑوں میں۔

نہ دیا دے علی الخصوص ایسی صورت میں کہ مسلمان کے حق میں نیک گمان چاہئے ہیں جبکہ یہ بات بخوبی معلوم ہو کہ جو لوگ میز پرٹھیکر کھاتے ہیں وہ مسلمان ہیں اور عقائد اسلام کتے ہیں تو کیوں انکے اس فعل کو نصاریٰ ~~کھاتہ~~ تشبیہ دیوں اور مسلمانوں کے ساتھ تشبیہ نہ دیوں اور یہ بات کہ ترکوں کی قوم کو ہندوستان کے لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ان کے ساتھ مشابہت دیں اس میں کچھ قصور ترکین کا نہیں ہے بلکہ مشابہت دینے والوں کا قصور ہے۔

اب لفظ تشبیہ پر غور کرنا چاہئے کہ آیا اس لفظ سے تشبیہ نام مراد ہے یا غیہ نام مراد ہے تو کسی طرح درست نہیں ہو سکتا کیا جو شخص صرف انگریزی جوتی پہن لے یا گہمی پر سوار ہو کر نکلے یا گھوڑے پر انگریزی کاٹھی بچائے زین کے رکے یا چینی کے ہتھوں میں کھامے یا شیشے کے گلاس میں پانی پیوے یا کرسی پر بیٹھے وہ سب معنی لفظ تشبیہ میں داخل ہونگے حالانکہ جزئیات میں تشبیہ ساتھ اہل کتاب کے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے چنانچہ ترمذی نے شامل میں ابن عباس سے روایت کی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسدل شعره وکان المشركون یفرون منہ ^{مہم} وکان اهل الکتاب فیما یسدلون رؤوسہم وکان یحب موافقة اهل الکتاب فیما لعیون فیہ شئی ثم فرقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید ہے چوڑتے تھے اپنے بال اور شرکین ابگ نکالتے تھے اور اہل کتاب سید ہے چوڑتے تھے اپنے بال اور حضرت پسند کرتے تھے نفرت اہل کتاب کی جس امر میں کہ حکم نوا ہو پر حضرت ابگ نکالنے لگے۔

اور اگر لفظ مشابہت سے مشابہت نام مراد ہے بآئ لا یعرف ادمومن الصادق
ادم هومن الان ذاک تو ایسی مشابہت میز پر نہیں کہلے کہ نہ پر متحقق نہیں کیونکہ کوئی شخص جسکی
ظاہری و باطنی آگہی خدا سے تعالیٰ نے ہدی نہ کر دی ہوں اگر مسلمانوں کو میز پر کہاتے دیکھ
تو کہیں اسکو یہ شبہ نہیں ہونیکا کہ یہ لوگ انگریز ہیں یا مسلمان بلکہ مسلمانوں کو مسلمان
پرچان لیگا۔

مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے صاف فتویٰ دیا ہے کہ جو باتیں کفار کے
ساتھ ایسی مخصوص ہیں کہ کوئی مسلمان انکو نہیں کرتا انکا کرنا شبہ میں داخل ہے اور منع
ہے اور ایسی باتیں جو کفار پر مخصوص نہیں ہیں گو کفار انکو بہت زیادہ کرتے تھے ہوں اور مسلمان
کم ان کے کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی بتا
جو مخصوص کفار کے ساتھ ہو بنظر آرام دفاہ کے کیجاوے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے بعد
اسکے وہ لکھتے ہیں کہ جو تشبہ کہ منع ہے وہ یہ ہے کہ اپنے تئیں انہیں میں گنے اور بلا
شبہ اس طرح اپنے تئیں کفار میں گنا منع کیا بلکہ کفر ہے نہ یہ کہ جو باتیں دنیا کے آرام کی
کفار کرتے ہیں ان کے اختیار کرنے میں وہ تشبہ لازم آجاوے جو شرعاً منع ہے چنانچہ
ہم اس مقام پر فتویٰ شاہ عبدالعزیز صاحب کا بعینہ نقل کرتے ہیں۔

فتویٰ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ در باب تشبہ مجرہ شہر جاوی الثانی ص ۱۲۱
موافق قواعد شرع چیزے کہ مخصوص کفار باشند و مسلمانان آزار استعمال نکلند خواہ در
لباس خواہ در چیز دیگر بطریق اکل و شرب داخل تشبہ است و ممنوع و انچہ مخصوص کفار
نیست گو کہ کفار آزار بیشتر استعمال کنند و مسلمانان کمتر مضائقہ ندارد و ہمیں اگر بعض
لے نہیں پہچاناجاتا کہ وہ نصرانی ہے یا ترک۔

از امور مخصوصہ کفار بنابر آراء و یا بنابر فائدہ دنیاوی استعمال کنند بے آنکہ خود را شبہ بہ انما سازند مضائقہ ندارد آری تشبیہی کہ ممنوع است مطلقاً آنست کہ خود را در اعداد و آنما داخل کنند و اما لہ قلوب بانہا داشتہ باشند و همچنین تعلیم لغت ایشان و خط ایشان بنابر تشبہ البتہ ممنوع اما بنابر اطلاع بر مضامین کلام ایشان یا خواندن خطوط ایشان اگر تعلم لغت کنند یا خط ایشان بنویسند مضائقہ ندارد و در حدیثیست کہ در مشکوٰۃ مذکور است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زید ابن ثابت را بتعلم خط یہود امر فرمودند و زید ابن ثابت آنرا در عرصہ قریب آموختند و تشبہ و رعبادات و اعیاد مطلقاً ممنوع است احادیث و آیریں بسیارند غرض کہ تشبہ بانہا بر چیزے کہ باشد داخل منع است و آموختن زبان ایشان برائے اطلاع یا پوشیدن پوشاک برائے فائدہ بدنی مضائقہ ندارد و اتقی۔

اگرچہ جناب مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس فتویٰ میں تشبہ ممنوع کی نسبت بہت سی قیدیں لگائی ہیں اور بالکل مدار تشبہ ممنوع کا ان لفظوں پر رکھا ہے کہ خود را در اعداد و آنما داخل کنند پر بھی در حقیقت اس حدیث کو اس قسم کی تشبہ سے بھی کچھ علاقہ نہیں ہے جیسا کہ اسی مقام پر لکھا جاوے گا۔

اب لفظ منہم پر غور کرنا چاہیے کہ منہم کے لفظ کے کیا معنی میں آیا یہ معنی میں کہ جس شخص نے مشابہت تام نصاریٰ کے ساتھ کی تو وہ بھی نصرانی ہو گیا۔ و ان اعتقاد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و ان متقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا و ان صلی صلواتنا و صام میامنا غالباً امید ہے کہ کوئی متعصب سے متعصب یہاں تک

لے اگرچہ اعتقاد کرے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اگرچہ قبلہ ہائے ہمارا قبلہ اور کھائے ہمارا ذبیحہ اور نماز پڑھے

ہماری نماز اور روزہ رکھے ہمارا روزہ۔

کہ نصرانی ہی منہم کے لفظ سے یہ مراد نہیں لینگے پس جبکہ لفظ منہم کے یہ معنی نہ ٹرتے تو کوئی اور معنی اسکے لینے چاہئیں پس معنی اس حدیث کے یہ نہیں ہیں جو لوگ خیال کرتے ہیں بلکہ یہ معنی ہیں جو ہم بیان کرتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ اس حدیث کو نہ طعام سے علاقہ ہے نہ کسی قسم کے تشبیہ سے جو اور کسی قوم کے ساتھ کیا جاوے تعلق ہے نہ اس حدیث سے کوئی حکم شرعی بجا لیا تشبیہ بقوم آخر بجز ایک حکم کے جسکا بیان کیا جاتا ہے مراد ہے اور وہ ایک حکم یہ ہے کہ حالت جدال و قتال یا اور کسی واقعہ میں جو مسلمان اور اذکر کسی قوم کے لوگ ایک جگہ مارے جاویں تو انکی شناخت کہ کون مسلمان میں کون نہیں میں کیونکہ کیا جوتے مگر مراتب تجزیہ و تکفین موافق اس قوم کے ادا کیا جاوے پس صرف اسی باب میں یہ حدیث ہے اور یہ حکم ہے کہ جس قوم کے مشابہ جو ہوں اسی قوم میں اسکو شمار کرنا چاہئے اور چونکہ اس طرح کی شناخت اغلب اور لباس کے منحصر ہوتی ہے اسلئے تمام محدثین نے اس حدیث کو کتاب اللباس میں ذکر کیا ہے اور اسی حدیث کی بنا پر روایات فقہیہ کتب فقہ میں مذکور ہیں۔

مثل اسکے اور مؤید اس گفتگو کے ایک اور حدیث اورد اود میں آخر کتاب الجہاد میں موجود ہے عن سمعۃ بن جذب اکا عبد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جاء مع المشرکین و سکن معهم فانہ مثلہ یعنی جس طرح کہ لڑائی میں شرک کا خون یا غارت مال و اسباب محفوظ نہیں رہ سکتا اسی طرح اسکا بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔

لہ سمعۃ بن جذب سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ آیا ساتھ مشرکین کے اور اُن کے ساتھ تو وہ بھی مانند اُن ہی کے ہے۔

اب رہا ایک اعتراض جو بعض متعصبین نسب اسکے پیش کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جو کہ میز پر بیٹھ کر کھانا یا انگریزوں کے ساتھ کھانا ان ہندوستانیوں نے اختیار کیا ہے جو عیسائی ہو گئے ہیں اور انکی صورت میں اور اکثروں کے لباس میں کچھ فرق نہیں ہے پس جو مسلمان انگریزوں کے ساتھ یا میز پر بیٹھ کر کھاتا ہے وہ اس بات میں تشبہ کرتا ہے کہ وہ بھی متصرف ہے مگر اس قسم کا شبہ اہل علم کی شان سے نہایت بعید ہے بہر حال اس شبہ کا بھی یہی جواب ہے کہ حدیث تشبہ کو اس قسم کے افعال سے کچھ تعلق نہیں نہ اسکی نسبت اُس میں کچھ حکم ہے معذایہ تخصیص جو ہندوستان میں جاری ہے وہ اس سبب سے ہے کہ یہاں کے مسلمانوں نے اُس تعال کو جو بلاد اسلام میں جاری ہے اور تمام انگریز اور مسلمان آپس میں کہتے ہیں اور میزوں پر کھاتے ہیں ہندوستان میں رائج نہیں کیا پس مسلمانوں کو اسکا رواج دینا چاہیے کہ وہ تخصیص از خود باطل ہو جاوے گی

فَيَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ تَعَامَلُوا عَلَيهَا أَعْلَى نِيَّةِ الْعَجَبِ وَالتَّكْبَرِ بِلِ عُلَى نِيَّةِ تَرْفَعُ حَالِ الْمُسْلِمِينَ لِكُلِّ نِيَّةٍ مِمَّ قَوْمٍ بِنَظَرِ الْحَقَّارَةِ مَا أَعْنَادُ وَامِنْ الرِّقَّةِ وَالْمُسْكِنَةِ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي صُدُورِنَا وَجَعَلَكُمْ عَلَيْنَا جَعَلًا فِي قُلُوبِنَا مِنْ حَسَنِ النِّيَّةِ أَوْ عِيَرَةٍ -

مولانا مولوی شاہ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ رفع یدین نماز میں اگرچہ سنت ہدی ہے مگر جو کہ ان بلاد میں شعار اہل تشیع کا ہے تو اُس سے احتراز اولیٰ ہے

اے سوائے مسلمانوں بڑاؤ کر دو تم سپر نہایت خود اور دیگر کے بلکہ نہایت ترقی حال مسلمانوں کے تاکہ نہ دیکھ سکے انکو کوئی قوم ساتھ حقارت کے سبب انکی اُن عادتوں کے جو ذلت اور مسکنت کی ہیں بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو ہمارے دلوں میں ہے اور حکم کریگا موافق اُنکے کہ ہمارے دلوں میں ہے حسن نیت یا غیر حسن نیت سے -

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اُنکا شعار اسی وجہ سے ہو گیا ہے کہ تم نے ترک کر رکھا ہے پس اگر تم اُسکو اختیار کرو گے تو اُنکے شعار کی خصوصیت نہ رہیگی پس جو امر کہ مباح ہے اُنکے کرنیوالوں پر اسوجہ سے کہ اس ملک میں اور کوئی مسلمان نہیں کرتا کسی طرح کی طاقت نہیں ہو سکتی۔

انصاف کرنے کی بات ہے کہ میز پر کمانا تو تشبہ بالنصاری ہووے اور مباح کو یعنی اُنکے کمانیکو ترک کرنا اور اُنکے کمانے والے کو کافر جانتا اور ذات سے گردینا اور حقہ پانی بند کر دینا تشبہ بالیہود نہوے تمام اہل علم جانتے ہیں کہ جہان میں یہ مشہور ہے کہ جہاں کسی نے کمانا انگریز کے برتن میں کمالیا وہ کافر ہو گیا اور کم قوموں اور کم ذاتوں میں تو یہ جہالت کی رسم ہے کہ جب تک وہ پیچا رہ کچھ صرف نہ کرے اور پچایت نہوے اور پھر کرفاضی اُسکو مسلمان نہ کرے تب تک وہ ذات میں نہیں ملایا جاتا اور پہچالوں کے خوف سے کوئی عالم یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ کیا تمہاری جہالت ہے شراب پینے سے ہی آدمی کافر نہیں ہوتا نہ کہ حلال اور مباح کمانے سے یہ بلا اسی سبب سے ہے اُوکی سبب سے عوام میں اسکارواج بھی ہو رہا ہے کہ علما اُن کے ڈر سے اور اپنی ذرذنیانہ کے خوف سے اور اپنے تئیں جھوٹ موٹ کا صاحب تقویٰ و ورع بتانے کے لئے اور جولاہوں میں بیٹیکر تعریف سننے کے لالچ سے کلمہ حق زبان پر نہیں لاتے صاف اوجیج حدیث کو اور حکموں اور مسئلوں کو چپاتے ہیں اور عوام کی تالیف قلوب کے واسطے اس مسئلہ کو کبھی بنظر تشبیہ کے حرام بتلاتے ہیں کبھی اُسکو باعث محبت اور دوستی کا بتلا کر منع ثراتے ہیں مگر افسوس یہ کہ ہندو اور مشرکین کے حق میں اس قسم کا کوئی مسئلہ جاری نہیں کرتے اُنکے دینی بہائی بجاتے ہیں اور اُنکے میلوں میں شریک ہو جاتے ہیں

اور ان کے ساتھ راہ و رسم دوستانہ رکھتے ہیں ان کے گھر کے کھانا کھانے میں تو کبھی کوئی مسلم کافر کیا گستاخ بھی نہ دے اور اصل کتاب کے کھانا کھانے سے کافر اور مرتد ہو جاوے اور اسکا کیا سبب ہے یہی سبب ہے کہ جو طریقہ جاری ہو گیا ہے وہ سنت ہے اور جو جاری نہوا وہ بدعت ہے سبحان اللہ دین کو بھی دل لگی نہا رکھا ہے۔

بعض صاحب ذماتے میں کہ قبول کیا کہ اس قسم کے ارتکاب میں کوئی محذور شرعی نہیں ہے مگر تنفس کا اتمام تو بیشک ہوتا ہے اور حدیث میں آیا ہے انقوا من مواضع التھم پس مسلمانوں کو ایسے امور سے کہ اتمام تنفس ہو چکا چاہئے۔

یہ گفتگو نہایت عجیب ہے مواقع تم وہ ہیں جو محذور شرعی میں اور جو امر کہ شرعاً مباح میں انہر مواقع تم کا اطلاق کسی طرح نہیں ہو سکتا۔

الشبهة السابعة۔ بعض شبہہ کرتے ہیں کہ تسلیم کیا کہ ان آیات و روایات سے طعام اصل کتاب کا مباح ہو اگر مضمون آیت طعام حل لکم وطعام مکہ حل لہم سے مواکلت اور ایک جگہ بٹیکر کھانا کھاں سے نکلا۔

اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو خود اشارة النص سے صریحاً مواکلت نکلتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف یہی نہیں فرمایا ہے کہ اہل کتاب کا کھانا مسلمانوں کو حلال ہے بلکہ یہی فرمایا کہ انکو مسلمانوں کا کھانا بھی حلال ہے یعنی وہ انکا کھانا کھاویں اور یہ ان کا اور اسی سے اشارہ ہے مواکلت پر۔

دوسرے یہ کہ ابو داؤد میں جو حدیث ابن عباس سے مروی ہے اور جسکے اخیر میں و احل طعام اہل الکتاب ہے اس حدیث کو ابو داؤد نے باب ضعیف میں لکھا ہے جس لئے کھانا ان کا تھا ہے اور تمہارا ان کو لئے حلال ہے اور حلال ہے کھانا اصل کا۔

پایا جاتا ہے کہ بطور ضیافت کے کمانا جائز ہے۔

تیسرے یہ کہ جب ساتھ بیٹھ کر کمانے میں کوئی مخطوٰۃ شرعی نہیں ہے تو اس کے ممنوع ہونے کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے۔

چوتھے یہ کہ شاہ عبدالغزیز صاحب نے اپنے فتوے میں صاف لکھا ہے کہ اگر یزید کے ساتھ اور ان کے دسترخوان پر اور ان کے برتنوں میں کمانا بشرطیکہ منکرات میں سے کوئی چیز نہ ہو اور کمانا برتن نجس نہ ہو مباح ہے اور یہی ہم بھی کہتے ہیں اور کرتے ہیں اس سے زیادہ نہ کچھ کہیں نہ کریں۔

الشبهة الثامنة۔ اس پر یہ شبہ کیا جاتا ہے کہ ساتھ بیٹھ کر کمانا اور آپس میں محتلاط رکنا باعث ازدیاد محبت و تولا کا ہے اور مسلمان کے سوا اور کسی مذہب والے سے تولا و دوستی شرعاً ناجائز نہیں اس واسطے اہل کتاب کے ساتھ بیٹھ کر کمانا جو باعث محبت و اخلاص کا ہوتا ہے حرام یا مکروہ تحریمی ہے۔

اس اعتراض سے دو امر کی تسلیم تو لازم آگئی اول تو اس بات کی کہ اگر یزیدوں کے ساتھ کمانا فی نفسہ ناجائز نہیں ہے اگر کچھ مدم جواز ہے تو بغیر وہ ہے۔

دوسرے اس بات کی تسلیم لازم آئی کہ اگر ایک آدمہ دفعۃ اتفاق سے کھلے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے کیونکہ ایک آدمہ دفعۃ کے کھلنے میں کچھ تو دو و احتلاط نہیں ہوتا ہے چنانچہ اس زمانہ کے بعض علما نے بھی دو ایک دفعۃ کے کھلنے کا فتویٰ دیا ہے اور مالگیری اور مطالب المؤمنین اور نصاب الاحتساب کی روایتوں پر استدلال کیا ہے اور وہ روایتیں یہ ہیں۔

مالگیری و لہذیکما محمد مع الاکل مع المجوس ومع غیرہ من اهل الشرک

انہ اہل عیلام لا وحی عنہا کما لا امام عبد الرحمن الكاتب انہ ان ابتلی بہ المسلم
مرۃ او مرتین فلا یاس بہ واما الدولم علیہ فمکروہ کذا فی المحیط

مطالب المومنین و ہر بنا تفصیل الابد من معرفتہ ان الاکل مع المجوس
و مع غیر المجوس من اہل الشرک ہل مباح ادا وحی عنہا کما لا امام ابن عبد
الکاتب انہ یقول ان ابتلی بہ المسلم مرۃ او مرتین فلا یاس بہ بما روی ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم کان یا کل فانا و کافر فقال اکل معک یا محمد فقال نعم فقد
اکل النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع الکافر مرۃ او مرتین لئلا یف قلبہ علی الاسلام
فانہ مکروہ لما نہینا عن فحشاء الطعمہ و موالا ہم و تلیث سو اد ہم و روی انہ

صفحہ ۴۴ و ۴۵۔ اور میں نے ذکر کیا ہے محمد رح نے کہا انا ماتہ مجوسی کے اور غیر مجوسی کے ہوا بل شرک
میں کہ حلال ہے یا نہیں۔ حکایت ہے ماکم امام جیدہ ابن کاتب سے کہ اگر مبتلا ہوئے مسلمان
اس میں ایک بار یا دو بار تو کچھ مضائقہ نہیں مگر دوام و مداومت اسپر کر وہ ہے۔ یہ ہی محیط میں۔

مطالب المومنین میں ہے۔ اور یہاں ایک تفصیل ہے کہ ضرورت جاننا اسکا۔ وہ یہ ہے کہ کہا
مجوسی کے اور غیر مجوسی کے ساتھ جو شرک میں مباح ہے یا نہیں تو حکایت ہے حاکم امام بل حزن
کاتب سے کہ اگر مبتلا ہو اس میں مسلمان ایک بار یا دو بار تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

اسلئے کہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کما رہے تھے کہ ایک کافر آیا اور کہا کہ میں کما
آپ کے ساتھ اسے محمد تو کما اپنے کہاں کما و سویشیک کما یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کے ساتھ
ایک بار یا دو بار واسلئے دل لگانے انکے کے اسلام پر مگر مداومت اسپر کر وہ ہے اسلئے کہ ہم منہ
کے گئے میں انکی دوستی سے اور غلط ملط سے اور بہت کرنے ان کی جمعیت سے۔ اور روایت ہے

علیہ السلام قال من سجناء ان تاكل مع غير اهل دينك وهذا يدل على انه لا ياكل
مع غير اهل ملتہ وروی انه اكل مع غير اهل دينه فلا بد من التوفيق ووجهه ان
اولا بالاكل مرة او مرتين ويحل هذا الحديث على الاكل معهم وذكر القاضى الامام
ركن الدين السعدى ان الجوس اذا كان لا يميزهم فلا بأس بالاكل معه وان كان
يميزهم فلا ياكل معه لانه يظهر الكفر والشرك فلا ياكل معه حال ما يظهر الكفر كذا فى
آخر الفصل العاشر من سيرة الذخيرة انتهى۔

نصاب الاحتساب وهل ياكل مع الكافر ان كان معرة او مرتين لما ليف قلبه على
الاسلام فلا بأس فانه صلى الله عليه وسلم۔ لعل اكل مع كافر مرة فحلنا على الله كان

رمضت صلى الله عليه وسلم فرما ان كلامه كى بات ہے کہ کما دے تو اپنے غیر دین والے کے ساتھ۔
اور یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ غیر دین والے کے ساتھ نہ کھانا چاہیے۔ روایت ہے کہ کھانا نہ تہی
علیہ وسلم نے ساتھ غیر دین والے اپنی کے تو ضرور ہے کہ ان دونوں میں موافقت پیدا ہو۔
اور وجہ اس حدیث کی کہ ہنہ اول روایت کی ہے یہ کہ کھانا ایک یا دو بار۔ اور یہ حدیث مل گئی
ان کے ساتھ کھانے پر اور ذکر کیا قاضی امام رکن الدین سعدی نے کہ مجوس اگر نہ زہر نہ کریں
تو کچھ مضائقہ نہیں ان کے ساتھ کھانے میں اور اگر زہر نہ کریں تو نہ کھاویں ان کے ساتھ اس وقت کہ وہ ظاہر کرتے
میں کفر اور شرک پس نہ کھانا باو۔ ان کے ساتھ اس وقت کہ وہ ظاہر کریں کفر اور شرک یہ ہی اس میں فصل کا
آخر یہ ذخیرہ کا۔

مع نصاب الاحتساب میں ہے اور کیا کما دے ساتھ کافر کے پس اگر ہووے ایک بار یا دو بار
دل لگنے ان کے کے اسلام پر تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اس لئے کہ کھانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ساتھ کافر کے پس حل کیا ہے کہ یہ کیا حضرت نے

تالیف قلبہ علی الاسلام ولکن یکرمہ المدادۃ علیہ لما ردی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انہ قال من الجفاء ان تاكل مع غیر اهل دینک وحمل هذا الحديث علی المدادۃ او
علی ان لم یکن نیتہ تالیف قلبہ علی الاسلام وحمل الحديث الاول علی ان من
کان نیتہ تالیف قلبہ علی الاسلام توفیقاً بین الحدیثین ۔

مگر اس زمانہ کے ان عالموں سے جنہوں نے ان روایتوں کو اہل کتاب کے
ساتھ صرف ایک دو دفعہ کما ناجائز ہونے اور اس سے زیادہ ناجائز ہونے پر دلیل پیش
کیا ہے ان سے صریح غلطی ہوئی ہے اسلئے کہ ان روایتوں میں جو احکام ہیں وہ مجوس
اور بت پرست مشرکوں کے ساتھ کمانے میں نہ اہل کتاب کے ساتھ اور جس شخص نے
استثانی جی سے ہی قرآن پڑا ہو گا وہ بھی جانتا ہو گا کہ قرآن مجید میں بہت سے ایسے
احکام مشرکین کی نسبت میں جو اہل کتاب سے علاقہ نہیں رکھتے پس ان روایتوں کو
اہل کتاب کے ساتھ کمانے پر استدلال کرنا صریح غلطی ہے اور نہ یہ روایتیں ایسی قوی
میں جو قرآن اور احادیث صحیح کے متقابل لائی جاویں مگر ہم تولی اور دوستی کے منوع
ہونیکے زیادہ تر تحقیقات کرتے ہیں اور جو تولی کہ شرعاً منع ہے اسکو بالتصریح بیان کرتے
ہیں چنانچہ ان آیتوں کو نقل کر کر بن میں تولی کی نہی آئی ہے پر اسکی تصریح و تحقیق
لکھینگے۔

واسطے تالیف اس کے کہ اسلام پر مگر کر وہ ہے مدادۃ پہر اسلئے کہ روایت ہے کہ فرمایا حضرت
نے کہ ظلم ہے کہنا غیر دین دایکے ساتھ اور حمل کیا جاتی ہے یہ حدیث منع کی اور مدادۃ کے یا پہر
کہ نہو سے نیت اس کے تالیف طلب کی اسلام پر اور حمل کی گئی حدیث پہلی اسپر کہ ہر دے نیت
تالیف قلب کی اسلام پر۔ واسطے موافقت کے دونوں حدیثوں میں۔

آیت اول یا ایہا الذین آمنوا لاتتخذوا الیہود والنصارى اولیاء بعضہم
 اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانه منہم ان اللہ لا یرہدی القوام الظالمین
 فترى الذین فی قلوبہم مرض یسارعون فیہم یقولون نخشے ان تصیبننا
 دافوق ففعلے اللہ ان یاقی بالفتح وامر من عندہ فیصبحوا علی ما اسروا فی انفسہم
 نادین ویقول الذین آمنوا اھولاء الذین اقسموا باللہ جہدا یمانہما انہما
 لمعکم جبطت اعما لہم فاصبحوا خاسرین ۔

آیت دوم یا ایہا الذین آمنوا لاتتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین
 آیت سوم لاتتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ۔
 آیت چہارم یا ایہا الذین آمنوا لاتتخذوا عدوی وعدا کما اولیاء تلحقن الیہم بالعدوۃ ۔

اے ایمان والو نہ بناؤ تم یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست کہ بعض ان کے دوست میں بعض کے اور
 جو کوئی اُنسے دوستی کریگا ان میں سے ہوگا بیشک اللہ تعالیٰ نیک راہ سوجاتا ہے قوم گنہگار کو پس
 دیکھو گاتو ان لوگوں کو کہ جن کے دل میں مرض ہے جلدی کرتے ہیں ان کے اندر رکھتے ہیں کہ ہم فرستے
 ہیں کہ پہونچے ہم پر کوئی سخت گردش سو قریب ہے کہ اللہ دیوے فتح یا لادے ایک امر اپنے پاس
 سے پس ہو جائیگے یہ لوگ اور اُسکے کہ چپایا انہوں نے اپنے دل میں پشیمان اور کہتے ہیں ایمان دہا
 کہ قسم کھائی ان لوگوں نے اللہ کی بہت مضبوط قسم کہ وہ بیشک تمہارے ساتھ میں مٹ گئے کام
 ان کے اور ہو گئے ٹوٹے و اے ۔

اے ایمان والو نہ بناؤ تم کافروں کو دوست سوائے مومنین کے ۔

اے چاہئے کہ نہ بناویں ایمان والے کافروں کو دوست سوائے مومنین کے ۔

اے ایمان والو نہ بناؤ تم ہر دشمن کو اور اپنے دشمن کو دوست کہ تو تم انکی طرف ساتھ دوستی کے ۔

آیتِ پنجم وَلَا تَقْعُدُوا بِالذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ -

آیتِ ششم لَا تَجِدُوا عَوَائِدَ مِنْ دُونِ مَا حَادَّ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

لَوْ كَانُوا ابْنَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءُ أَخَوَاتِهِمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ -

ان سب آیات کی نسبت اور جو کہ انکی مثل میں ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ ان آیات سے مولات عموماً ممنوع شرعی نہیں ہے بلکہ نہ صرف وہی مولات جو من حیث الدین ہو حرام اور ممنوع شرعی بلکہ کفر سے اور مولات من حیث الدین یہ ہے کہ ہم کسی شخص کو اس وجہ سے کہ اسکا مذہب اور دین جسکو اسنے اختیار کیا ہے بہت اچھا ہے دوست رکھیں اور صرف انہی کی مولات منع ہے نہ اور کسی قسم کی۔

ہم مسلمان اپنے مذہب کے علما و متقدمین اور علمائے اور اولیاء اللہ سے محبت کرتے ہیں اور کوئی بنیادی فتنہ ان سے یا کوئی جلی اور فطرتی محبت ان سے نہیں رکھتے نہ کسی قسم کے دنیاوی اسان کے سبب ان سے محبت رکھتے ہیں اور نہ کسی قسم کی محبت باعتبار معاشرت کے ان سے رکھتے ہیں پس جو محبت کہ ہماری ان کے ساتھ ہے وہ صرف باعتبار دین کے ہے۔ لہذا ہمارے علماء و ائمہ و افضیاء و اہلنا و اولیاء الامۃ المرحومۃ الذی یمن فیہا پس اگر اس قسم کی محبت کسی غیر کے ساتھ رکھی جائے

تو اور نہ بیحد بعد یا آفے کے ساتھ قوم گنہگار کے۔

سے : یا پھر تو اس قوم کو ایمان رکھتے ہیں ساتھ اللہ کے اور اسے سول کو کہ دوستی کریں اسکو ساتھ جو جگہ

کرے اللہ اور اسے رسول سے اگرچہ چھوڑ دیں کہ باپ یا بیٹے یا بھائی یا ان کے کہنے کے

سے اسلئے کہ وہ تھے علماء ہمارے دین کو اور پرینگار ہمارے مذہب کے اور دوستدار اولیاء اس امت

موجودہ کے کہ جس میں ہم ہیں۔

بیشک حرام اور بلکہ کفر ہے اور اسوال کے جواب قسم کی محبتیں ہیں وہ لا باس بہ ہیں اور ممنوع شرعی نہیں ہیں بلکہ ان کے کرنے میں ہم امور میں اور ہم پر فرض ہے کہ جیسا دین محمدی رحمت و شفقت مام ہے وہی شفقت و رحمت ہم تمام لوگوں کے ساتھ خواہ وہ مشرک ہوں خواہ اہل کتاب ہوں اور اپنے تئیں اس رحمت و شفقت محمدیہ کا نمونہ بنائیں کہ تمام لوگ ہمارے دین کی حقیقت پر بہارِ امنونہ دیکھ لیں لائقین لائیں اور ضلالت اور گمراہی سے نکل کر سیدِ مستقیم پر آئیں نہ یہ کہ ہم اپنے مذہب کو اور مذہبوں میں ایسا بنادیں کہ پیشوں میں قصائی کا پیشہ دماغِ فضل اولیاء امتنا الاھذا فانہم نور و ابورالاصلاح المحمدیۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والنجیۃ و قولوا و توادوا مع الذین کانوا ینکرون اللہ و یبغدون اللہ فانوا خلاف المحمدیۃ فی کل صغیر و کبیر من البریۃ فانشر نور الاسلام فی الافاق و ھدی سہالی طریق الوفاق وان کانوا قضا علی ط القلب کحال مسلے نرانا لا تقصوا من حقہم۔

مسلمانوں کو ان عورتوں سے جو کافرات اصل کتاب میں نکاح کرنا اور مست ہے باوجود اسکے کہ وہ اپنے مذہب پر رہیں اور ہم اپنے مذہب پر قائم اللہ تعالیٰ والمحصنات من الذین نے اور نہیں کیا ہے اولیا ہماری صحت لے کر یہی اسلے کہ منور ہوے وہ نور اخلاق محمدیہ کے علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتجیر اور دوستی اور موالات کی انہوں نے ان کے ساتھ جو منکرتے اللہ کے اور عبادت کرتے تھے تبوں کی پس اثر کیا اخلاق محمدیہ نے ہر چہوٹے اور بڑے میں سب خلقت میں اور پس گیا نور اسلام کا جان میں اور ہدایت کی انکو طرف راہ موافقت کے اور اگر ہوتے یہ لوگ بد خوشت دل شل ہمارے زمانہ کے مسلمانوں کے تو بیشک بہا گئے وہ لوگ انکے پاس سے۔

عہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور عزتیں پاک

ادقوا الكتاب من قبلكم وای مودة اقرب من الزوجة لکنہ لیست تلك
المودة من حیث الدین

نفاذ الدین کے ساتھ محبت کرنے کا حکم حکم ہے لقولہ تعالیٰ و اخفض لہما جناح
الذل من الرحمة وقال عزاسمہ وان جاہلک علی ان تشرک بی مالیس لک بہ
علمہ فلا تطعمہما وصاحبہما فی الدنیا معہ وفا لکنہ لیست تلك من حیث الدین۔
صلہ رحم کا حکم حکم ہے اور جبکہ مسلمان اہل کتاب کے ساتھ نکاح کرتے ہیں تو
انکی تطاول کے ذریعہ الارحام اہل کتاب موتے ہیں کہ انکو ان کے ساتھ تودہ اور صلہ واجب
ہے لکنہ لیس من حیث الدین۔

بہسیہ کے ساتھ اگرچہ کافر جو محبت اور احسان کرنے پر ہم مامور ہیں لکنہ لیس
من حیث الدین۔

نوذہ سے تعالیٰ نے مسلمانوں میں اور اہل کتاب میں بالتحقیق نصاریٰ کے ساتھ
تودہ ہوتا یا حیث قال عز وجل لتجدن اشد الناس عداوة للذین آمنوا
اليہود والذین اشرکوا ولتجدن اقربہم مودة للذین آمنوا الذین قالوا انھما

پاک کتاب والوکی اور کونسی دوستی زیادہ قریب ہے زوجیت سے مگر نہیں ہے یہ دوستی باعتبار دین کر۔
لے اور جبکہ وہ انکے لئے بازوالت کا سبب رحمت کے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اگر جبکہ اگر میں
تیرے باپ کو شریک کرے تو میرے ساتھ انکو کہ جبکہ علم جبکہ کو نہیں ہے تو انکی اطاعت مگر اور
ان کے ساتھ دنیا میں نیکی سے مگر یہ محبت باعتبار دین کے نہیں ہے۔

لے کما اللہ تعالیٰ نے اور پانچا تو سخت سب سے دشمنی میں مسلمانوں کے یہود کو اور انکو جو مشرک
ہیں اور پانچا تو قریب تر دوستی میں مسلمانوں کے ان کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔

ذلت بان منهم قیسین درہمانا وانہم لایستکبرون۔

پس ان آیات سے ثابت ہوا کہ مطلق تو وہ ممنوع شرعی نہیں ہے نہ ان آیتوں کے احکام میں داخل ہے بلکہ وہی تو وہ ممنوع ہے جو من حیث الدین ہووے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب ایک رسالہ میں جو تحتہ اثناء شریہ کے لکھنے کے بعد منسلک تفصیل میں لکھا ہے اسکے مقدمہ چارم میں ارقام فرامستہ میں کہ تعظیم شرعی آنست کہ منی باشہ ہر محبت اللہ و فی اللہ و ولایت و دوستی از دل و ایں معنی در غیر اصل فضل ہرگز و مرشحت وار و نشدہ انتہی۔

پس محبت و مودت غیر مشروع وہی ہے جو کہ غیر اصل دین سے من حیث الدین مواد و جو آیات کہ او پر مذکور ہوئیں ان سب میں اسی قسم کی محبت کی نہی وارد ہے چنانچہ ہر ایک آیت کی تفسیر بالتفصیل اس مقام پر لکھی ہے۔

پہلی آیت منافقین کے حق میں اور خصوصاً عبداللہ ابن مالک ابن ابی سلول کے معاملہ میں وارد ہوئی ہے جو ظاہر میں ایمان لایا تھا و حقیقت محبت من حیث الدین مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ رکھتا تھا جبکہ فتوے اور حکم پر تمام مدینہ کے لوگ چلتے تھے چنانچہ تمام اس آیت صاف ظاہر ہے کہ وہ منافقین کے حق میں ہے جو مسلمانوں سے من حیث الدین کچھ بھی محبت نہیں رکھتے تھے تفسیر معالم میں لکھا ہے فتری الذین فی قلوبہم مرض اسی نفاق یعنی عبداللہ ابن ابی و اصحابہ من المنافقین الذین یوالون الیہود و یدارعون اور یہ اسلئے کہ میں ان میں عالم اور پرہیزگار اور یہ لوگ خود نہیں کرتے ہیں۔

پس دیکھیگا تو ان لوگوں کو جن کے دل میں مرض ہے یعنی نفاق ہے یعنی عبداللہ بن ابی اور اسلئے ہر اسی منافقین کو دوستی رکھتے تھے یہود سے اور جلدی کرتے تھے۔

فہم ای فی معقہ و موالاتہم علی ما اسروا فی انفسہم من موالات الیہود
ومن الاخبار الیہم اهل الہ الذین اقسموا باللہ حلفوا باللہ جہدا ایمانہما
حلفوا با غلط الايمان انفسہم لعمکما ای انفسہم المؤمنون یرید ان المؤمنون یرید ان
المؤمنین حیث تذہبوا من کذبہم وحلفہم بالباطل۔

پس بیشک جو اس طرف کی محبت غیر دین والوں سے رکھے وہ حرام اور منہج شرعی ہے
اس آیت کی تفسیر ایک اور دوسری آیت سے ہوتی ہے وہ یہ ہے قَالَ اللہ تعالیٰ بشرنا ان
بان لہم علما بالایمان الذین یختہون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ایبتغون عندہم
الغزوة فان الغزوة للہ جمیعاً۔

تفسیر نیا پوری میں کہا ہے کہ المنافقون جو ادون الیہود اعتقاد انہما ان امر محمد
الایمہ و حیث تذہبوا یتغون بصداہم و یحصل لہم قوت و غلبہ۔

ان کے اندر یعنی انکی مدد گاری اور انکی دوستی میں۔ اور انکے کہ سپاہیانوں نے اپنے دلیس موالات
یہودی اور خبر دینے کی انکو۔ کیا وہی لوگ ہیں جنہوں قسم کھالی ساتھ اللہ کے بہت سخت مفسد و مہدم
بیشک وہ انکے ساتھ ہیں یعنی بیشک وہ مسلمان میں مراد یہ ہے کہ مسلمان تعجب کرتے تھے ان کے
بہوت ہونے سے اور ان کی یہود قسم کھانے سے۔

۱۰ فرمایا اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دے تو منافقوں کو کہ انکو مذاہب ہے سخت یہ لوگ ہیں کہ بتاتے ہیں
کافر و کفر و دست سواے مومنین کے۔ کیا چاہتے ہیں ان کے پاس عزت۔ بیشک "تہ
سب مد علی اللہ کو ہے۔

۱۱ منافقین و دوستی۔ کہتے تھے یہود سے ہیں اعتقاد کہ کام محمد کا پورا انہوگا اور اب فائدہ مند ہونگے
یہود کے دیکار کے ساتھ اور ملکی انکو بسبب یہود کے قوت اور غلبہ۔

اور تفسیر کشاف میں ہے دُکَّانُوا بِمَا يُلَوْنَ الْكُفْرَ وَيُؤَالِيهِمْ وَيَقُولُ بَعْضُ لِبَعْضٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ قَوْلُوا بِالْمُؤَدِّ -

اور تفسیر زاد میں ہے وہم یقولون منکم فانہ منہم ہر کہ دوستی دارد با انکس
وے از ایشان مست ایں وعید کے راست کہ دوستی دارد با اصل کتاب بحکم عقیدت
و دیانت -

پس منافقین کی دوستی کفار کے ساتھ یا تو من حیث الدین ہے یا اسوجہ سے کہ
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتقاد نہیں رکھتے تھے پس اسی قسم کی ولا اور دوستی
شرعاً ممنوع ہے -

آیت دوم اس آیت میں بھی جو لفظ اولیاء کا آیا ہے اس سے بھی محبت فی الدین
مراد ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تفسیر کشاف میں اسی آیت کے نیچے لکھا ہے کہ حنلاق
کافروں کے ساتھ کرنا پاب ہے اور خلوص مسلمانوں کے ساتھ جبکامان نشایہ ہے کہ
حسن معاشرت کفار کے ساتھ منع نہیں الا خلوص یعنی محبت من حیث الدین مسلمانوں
کے ساتھ ہونی چاہیے -

عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ صُوحَانَ أَنَّهُ قَالَ لَابْنِ أَخِي لَهُ خَالَصُ الْمُؤْمِنِ وَخَالِقُ الْكَافِرِ

اے اور وہ میلان رکھتے تھے کافروں کے ساتھ اور دوستی کرتے تھے ان کے ساتھ اور کہتا تھا بعض
بعض کو کہ نہیں پورا ہو گا کام محمد کا تو دوستی رکھو یو د کے ساتھ -

ابن صَعْصَعَةَ بْنِ صُوحَانَ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو کہا کہ خلوص سے محبت کرو
مؤمن کے ساتھ اور خلق کرو کافروں کے ساتھ

والفاجران الفاجرین منک بالخلاق الحسن وانہ یحق علیک ان تحالصل المؤمنین
 علاوہ اسکے یہ آیت نصاریٰ کے لئے آئی تھی جو طیفیع یعنی دینی باہائی بنے قرنیہ کے
 تھے جب انہوں نے پوچھا کہ اب ہم کس سے دوستی کریں تو حضرت نے فرمایا کہ مہاجرین سے
 اور اسوقت یہ آیت نازل ہوئی جس سے صاف ظاہر ہے کہ جو محبت کہ من حیث الدین ہو
 وہی ممنوع شرعی ہووے۔

قال الامام الرازی فی تفسیرہ الکبیر والسبب فیہ ان الانصار بالمدینۃ کان
 لہم فی بنی قریظۃ رضاح وحلف ومودۃ فقالوا الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 من نقول فقال المہاجرین فتنزلت هذه الایۃ۔

اور دوسری روایت اس آیت کی شان نزول میں یہ لکھی ہے کہ یہ آیت منافقوں نے
 موالات کرنے کے امتناع میں آئی ہے یعنی سچے مسلمان منافقوں کو بھی سچا مسلمان سمجھتے
 تھے مسلمانوں کی ہی محبت ان کے ساتھ رکھتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ منافقین
 سچے مسلمان نہیں ہیں ان کے ساتھ سچے مسلمانوں کی سی محبت نہ کرو۔

اور فاجر کے ساتھ سو یہ فاجر خوش ہوگا ساتھ خلق نیک کے اور حق تیرے ذمہ یہ ہے کہ فاجر
 دوستی کر دے مسلمانوں سے۔

لے کہا امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں اور سبب یہ ہے کہ انصار مدینہ کو قرنیہ کے ساتھ بیٹھ گئے
 اور دینی بھائی بننا تھا اور دوستی ان کے ساتھ تھی تو انہوں نے عرض کیا حضرت رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہ اب ہم کس کو درست کریں آپ نے فرمایا مہاجرین کو تو نازل ہوئی
 یہ آیت۔

قل الامام الرازی فی تفسیره البکیر قال فقال وهو ان هذا الضعی للمؤمنین
من موالات المنافقین یقول قد بئت لکم اخلاق هؤلاء المنافقین ومذاہبهم فلا
تتخذن منهم اولیاء -

اور تفسیر کشاف میں لکھا ہے لا تتخذن الکافرین واولیاء لا تتشبهوا بالمنافقین
فی اتخاذهم الیہود وغیرہم من اعداء الاسلام اولیاء - منافقین ظاہر میں مسلمانوں
سے ملے ہوئے تھے اور باطن میں دل محبت من حیث الدین کافروں سے رکھتے تھے
پس اس طرحی محبت کافروں کے ساتھ رکھنے میں مانعت قرآنی -

وقد کان ثلاث الاحکام فی ابتداء الاسلام ولا یمیز المسلم من المنافق ولا یمیز الخبیث
من الطیب ویشبهه المنافق بالمسلم الصادق ویشابه اهل الحق واهل الکذب فان المسلمین
الذین کانوا حدیثی عهد بالاسلام فیعلمون کما کان فیعلم المنافقون من الاحکام
واما الان فظہر ما ظہر من الدین ولم یمیز احد من المنافقین فالمسلمون مسلمون یحکم
لہ کما امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں کہنا تھا ان نے اور بات یہ ہے کہ یہ منع کاتب مسلمانوں کو
دوستی منافقین سے فرماتا ہے اور تعالیٰ کہ جب ظاہر کیا ہے تمہارے لئے اخلاق منافقین کو
اور ان کو مذہب تو اب نہ بناؤ انکو اپنا دوست -

لہ نہ بناؤ تم کافروں کو دوست نہ شاہد کہ منافقین کی دوستی کرنے میں یہود وغیرہ دشمنان اسلام کی
لہ یہ احکام ابتداء اسلام میں تھے اور تمیز نہ تھی جب مسلمان اور منافق میں اور برے نیک میں
اور تم کل تم منافق مسلمان صادق کے اور تشابہ تھے اہل حق اور اہل کذب کیونکہ مسلمان
ابھی نئے مسلمان ہوئے تھے اسی طرح کرتے تھے کہ جس طرح منافقین کرتے تھے مگر اب ظاہر
ہوا جو کچھ کہ ظاہر ہوا دین اسلام اور نہ کوئی منافق تو مسلمان اب پہچنے میں -

وامتاز الکافرون والمسلمون مخلوق وخلق ولم یبق التشابه والتشاکل لانی التماثل
 ولا فی التناول فانتمی العلة فاین العلول وظہر الحق المعلول فلا یاس بان یعاشر
 المسلمون بالکفار بحسن المعاشرة بل الامی ان ینضمروا لایحلاق المجرمية بكل من خالفنا
 فی الدین والبعیة لیحق حق الدین القویم ویدق خلق نبینا و انک لعلی خلق عظیم
 آیت سوم ہی منافقین کے حق میں وارو ہے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں
 اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے واعلم انہ تعالیٰ انزل آیات اخر کثیرة فی هذا المعنی
 فمنہا قوله تعالیٰ لا تتخذوا بطانة من دونه و قوله لا یجد قوما یؤمنون بالله والیوم
 الآخر یوادون من حاد الله ورسوله و قوله لا تتخذوا الیہود والنصارى اولیاء و قوله
 یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوئی وکذا اولیاء وقال المؤمنون والمؤمنات
 اور میرے گئے گا اور مسلمان اپنی اپنی شکل اور عادات میں اور نہ اپنی باہم شکل اور مشابہ ہونا نہ بیچ بڑاؤ کے
 اور ذہین دین میں پس جاتا رہا اب وہ سبب ثواب کہاں ہے وہ حکم اور غالب ہو گیا حق آف رسیدہ
 اب کچھ مضائقہ نہیں کہ معاشرہ کریں مسلمان کفار کے ساتھ بحسن معاشرۃ بلکہ اب وہ وقت ہے کہ
 ظاہر کیا جاوے اطلاق محمدی ہر ایک کے ساتھ جو مخالف ہے ہمارے دین اور عادات میں تا تحقق
 ہووے حقیقت دین است کی اور صادق آوے خلق ہمارے نبی کا کہ تو بیشک او پر خلق بزرگ کے ہے
 لہ اور جان تو کہ اللہ تعالیٰ نے تماری میں آیتیں اور بہت اس معنی میں ایک یہ آیت ہے کہ نہ بناؤ
 تم دوست دلی سوائے اپنے اور ایک یہ کہ نہ بناؤ تم قوم کو کہ ایمان لائے ہیں اللہ اور قیامت پر
 کہ دوستی کریں اس شخص کے ساتھ کہ مخالفت کرے اللہ اور رسول سے اور ایک یہ کہ نہ بناؤ تم یہود
 اور نصاریٰ کو اپنا دوست اور ایک یہ ہے کہ نہ بناؤ تم میرے اور اپنے دشمن کو اپنا دوست اور ایک
 آیت یہ ہے کہ مسلمان مرد اور عورتیں آپس میں

بعضہم اولیاء بعض واعلم ان کون المؤمن موالیاً للکافر یحتمل ثلثہ اوجہ احدہا ان یکون راضیاً بکفرہ وتیولہ لاجلہ الا ان کل من فعل ذلک کان مصوباً لہ فی ذلک الذی وتصوب الکفر کفر والرضی بالکفر کفر فیتحیل ان یبقی مؤمناً مع کونہ بہنہ الصفتہ وثانیہا المباشرة الجمیلة فی الدنیا بحسب الظاہر وذلک غیر ممنوع منہ والقسم الثالث وهو المتوسط بین القسمین الاولین ہوان موالاة الکفار یعنی المرون الیہم والمعونۃ والمطاہقہ والنصبة اما بسبب القرابة او بسبب المحبة مع اعتقادہ ان دینہ باطل و ہذا لا یوجب الکفر الا انہ منہ عنہ لان الموالاة بہذا المعنی قد یجری الی استحسان طریقتہ والرضی بلبینہ وذلک یخرجہ عن الاسلام فلا جرم ہدہ اللہ تعالیٰ فیہ فقال ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فرشیۃ انکھ۔

ایک دوسرے کے دوست میں اور جان تو کہ ہوا مسلمان کا دوست کا فر کے لئے تین وجہ سے ہے ایک یہ کہ ہو گا راضی اسکے کفر سے اور اس سبب سے اس سے دوستی کرے گا تو بیشک اس کو سب کام کو دوست اور پسندیدہ کرے گا اور دوست اور پسند کرنا کفر کا کفر ہے و خوش ہونا کفر کے ساتھ کفر ہے تو محال ہے کہ باقی یہ مسلمان مع اس صفت کے۔ دوم یہ کہ معاشرۂ نیک دنیا میں باعتبار ظاہر کے اور یہ منع نہیں ہے۔ سوم یہ کہ یہ قسم متوسط ہے ان دونوں قسموں میں وہ یہ نہ کہ دوستی کرنا کافروں کے ساتھ بمعنی میلان اور اقوام کے انکی طرف سے مدد گاری اور پشت پناہ اور پیاری کے یا بسبب قرابت کے یا بسبب محبت کے مع اعتقاد اسکے کہ دین اسکا باطل ہے تو یہ موجب کفر نہیں ہے مگر بیشک منع ہے کیونکہ دوستی بدعتی بیشک پرہیزگاری ہے طرف پسند کرنے طریقتہ اسکے کے اور خوشنودی کے اسکے دین کے اور یہ بکلام اسلام سے تب لپکار دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس مقدمہ میں اور فرمایا کہ جو کوئی کہے گا یہ کام تو نہیں ہے اللہ سے کسی چیز میں تمام جو کلام اسکا۔

اگرچہ اس تفصیل کے بعد جو امام فخر الدین رازی نے لکھی ہو کہ باقی آیات سے بحث کرنے کی کچھ ضرورت نہیں رہی تھی مگر احسان اعلیٰ المتعصبین ہم ان آیات کی تفسیر لکھتے ہیں۔

چوتھی آیت حاطب ابن ابی بلتعہ کے معاملہ میں وارد ہوئی یہ بڑے صحابی ہیں اور جنگ بدر میں بھی موجود تھے اور اعرابی ہیں مگر پیام بالہیت میں قریش کے ساتھ حلیف یعنی دینی بہائی تھے اس سبب سے انہوں نے اہل مکہ کو کچھ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھ بھیجا تھا کہ ان کا مال و سبب و مال بچہ سب کہ میں تھے وہ خط پکڑا گیا ان سے حضرت نے جب پوچھا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ لا تعجل علی انی کنت امرء مدعی فانی قریش کنت حلیفاً و لہا کن من انفسہم و کان معہ من المهاجرین من لہم شرا بات یحیون اہلہم و اموالہم فاجبت اذا فاتی ذلک من النسب فیہم ان اتخذ عندہم سیداً یحیون فتر ابی فلم افعل و ارد اعدا عن دین ولا رضا بالکفر بعد الاسلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انہ قد صدقکم فقال عمر یا رسول اللہ دعنی اضرب عنق هذا المنافق فقال انہ قد شہد بدراً و ایدى رایت لعل اللہ ملہم علی من شہد بدراً

صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی کیجئے مجھ پر میں ہوں ایک مرد خوش باش قریش میں اور تھا ان کا دینی بہائی اور نہ تھا میں انکی قوم میں سے اور جتنے لوگ آپ کے ساتھ ہاجر ہیں ان سب کو قرابت ہے کہ حمایت کرتے ہیں وہ اہل اور ان کے مال کی توہینہ کیا تینے کہ جب فوت ہے مجھ میں نسب ان سے تو کڑوں میں ان کے ساتھ ایک احسان کہ حمایت کرینگے یہ کہ کبر کے سونیں کیا تینے دین سے قہر ہوئے کیلئے اور کفر کے ساتھ خوشی کے لئے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک آپ نے حج نبویا تھے پہر کہ حضرت عمر نے مجھ کو اجازت ہو کہ اردوں میں گردن اس منافق کی تو فرمایا حضرت نے کہ یہ بیشک بدر میں موجود تھا اور کیا معلوم ہے تجھ کو شاید مطلع ہو اللہ تعالیٰ ان پر جوہر میں تھے

فَقَالَ اَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ قَدْ غُفِرَ لَكُمْ فَانْتَرَلَ اِنَّهُ تَعَالَى هَذِهِ السُّلُوكُ يَا اَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِي وَعَدُوَكُمْ اَوْلِيَاءَ تَلْعَوْنَ اَلِيَهُمْ بِالْمُودَةِ اَنْتُمْ مَافِي الْعَالَمِ اَوْ سَبِّحْ تَقْسِيْر
میں بھی یہی ہے۔

اب غور کرنا چاہئے کہ اگرچہ یہ مودت جو باضرا دین اور باضرا مسلمین ہی منع ہوئی مگر جو
کہ مودت من حیث الدین نہ تھی تو من یولہم منکم فانہ منہم میں داخل نہیں ہوئی اور
نہ اس قسم کا نسل من شہد بدما سے وقوع میں آسکتا تھا۔

اس بیان کا زیادہ تر ثبوت اس کے بعد کی آیت سے ہوتا ہے تفسیر نیشاپوری میں
لکھا ہے لما تَرَلْتَ هَذِهِ الْاٰیَةَ الْمَذْكُوْرَةَ فَنَحَى حَاطِبُ ابْنُ بِلْتَعَةَ مَشَدَّ دَلْمُوْنُوْ
فِيْ عِدَاوَةِ اَقْوَانِهِمْ وَعَشَارَتِهِمْ فَنَزَلَ اٰیَةُ اِنْمَیْکُمْ اَللّٰهُ عَنْ الَّذِیْنَ لَوْ یَقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَوْ یَخْرِجُوْ
کُمْ مِنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبْرُوْهُمْ وَتَقْطَعُوْا اَلِیَهُمْ اِنَّ اَللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْطَعِیْنَ اِنَّمَا یُحْیِیْکُمْ اَللّٰهُ عَنْ الَّذِیْنَ قَاتَلُوْکُمْ
فِی الدِّیْنِ وَاَخْرِجُوْکُمْ مِنْ دِیَارِکُمْ وَطَاهَرُمْ اَعْلٰی اَخْرَاجُکُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ یُّوَلِّیْهُمْ فَاُولَئِکُمْ اَنظِلُوْا
سُورَةُ اَللّٰهُ تَعَالٰی نے تم جو پھر کر دینے بخشد یا کھوس نازل ہوئی یہ سورت اے مسلمانوں نہ بناؤ تم میرے
اور اپنے دشمن کو دوست کہ تو تم انکی طرف مائدہ دوستی کے تمام ہوا جو معاملہ میں ہے۔

لے جب نازل ہوئی یہ آیت مذکورہ بیچ حق حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ کے سختی کی مسلمانوں نے
بیچ حدوت اپنے رشتہ داروں اور کنبوں کے تو یہ آیت نازل ہوئی نہیں منع کرتا ہے اللہ کو ان لوگوں
سے کہ نہ قتال کیا انہوں نے تم سے دین میں اور نہیں نکالا انکو تمہارے وطن سے یہ کہ احسان کر دو تم
اور انصاف کر دو تم ان کے ساتھ کہ بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو مگر منع کرتا ہے
انکو صرف ان لوگوں سے کہ قتال کیا تم سے انہوں نے دین میں اور نکالا انکو تمہارے وطن سے اور
مدد دی تمہارے نکالنے پر یہ کہ دوستی کر دو تم ان سے اور جو دوستی کی گھاٹن سے بیشک وہ گنگار ہوگا۔

پس اس آیت سے بخوبی ثابت ہے کہ تولی مسیح وہی ہے جو من حیث الدین ہوا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ آیت بعد جنگ بدر کے نازل ہوئی ہے اور جنگ بدر ضرور بعد آیت قتال و سیف کے ہوئی تھی تو نازل ہونا اس آیت کا ہی بعد آیت سیف ثابت و متحقق ہوتا ہے۔ آیت خبسم یہ ساری آیت اس طرح پر ہے وَاذْهَابَ الَّذِينَ يُخِضُّونَ فِيْ آيَاتِنَا فَاَعْرَضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يُخِضُّوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ وَاَمَّا یَنْسِفُکَ الشَّیْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الْمُلْکِ ۝۱۰۱ الْقَوْمُ الظَّالِمِیْنَ۔

اس آیت کو اس معاملہ سے جس میں ہم گفتگو کر رہے ہیں کچھ تعلق نہیں ہے کفار قریش ہمارے دین کی اور خبروں کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے اسکی تکذیب کرتے تھے اور اپنی مجلسوں میں اسپرستہ کیا کرتے تھے اس آیت میں صرف اتنا حکم آیا کہ جب شرکین اپنی مجلسوں میں دین کے ساتھ استہزا کریں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر طعن کریں تو ایسی مجلسوں میں ہر شہ یک ہونے سے انہرا ذکر کرو۔

قال الامام فخر الدین الرازی فی تفسیرہ الکبیر ان اول ثلاث التکذیبین ان ضمو الی کفرهم وتکذیبہم الاستہزاء بالدین والطعن فی الرسول فانہ یجب الاحتراز عن مقاماتہم وتزلزلت بحالہم۔

اے اور جب دیکھتے ہو ان لوگوں کو کہ کفر و کفر میں ہمارے آیات میں تو اعتراض کر دیتے ہیں تاکہ کفر و کفر کر سکیں اس کے سوا اور بات میں اور اگر ہمارے تہمت کو شیطان اور نہ بیٹہ بعد یاد آنے کے ساتھ تو مغللوں کے لئے کما فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کریں کہ بیشک یہ جھٹلانے والے اگر لادویں اپنے کفر اور تکذیب کے ساتھ استہزا دین کے اوپر اور طعنہ زنی رسول پر تو بیشک واجب ہے پیمانہ کی صحبت سے اور چوڑائی کی ہنشتی کا۔

اور اُس میں ہے نقل الواحدی ان المشرکین كانوا جالسا للمومنین وقعودی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم والقراء فشتوا واستخروا فامرهم ان لا یقعوا معهم حتی
یحضوا فی حدیث غیرہ۔

وفي الشاف بخوضون فی آياتنا فی الاستقراء بها والطعن فیها فكانت قریش
فی الدین هم یفعلون ذلک فاعرض عنهم ولا تجالسهم وقم عنهم حتی یحضوا فی
حدیث غیرہ فلا بأس ان تجالسهم حیثئذ۔

پس یہ آیت ایسی مجلسوں کی نسبت ہے بن میں دین کے اور پرستہز ابو یا جناب رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت انھوں نے اللہ نہنا کچھ براہلہ کہا جاوے یہاں تک کہ صاحب کتاب
نے صاف لکھ دیا کہ اگر ادر قسم کی باتیں ہوں تو اس وقت اس مجلس میں بیٹنا کچھ مضائقہ
نہیں ہے پس انگریزوں کے ساتھ جو مجلسیں کمانکی ہوتی ہیں ان میں نہ صرف دل لگی اور دنیا
کی باتیں ہوتی ہیں کبھی ذکر کسی مذہب کا نہیں ہوتا اور نہ کوئی کسی پر مذہب تلک او نہ کوئی کسی کو
بڑا کہتا ہے پس اس آیت کو ایسے محل پر دلیل پکڑنا بیجا ایک یہودہ بات کے در کیا ہے۔

لے نقل کیا و احدی نے کہ مشرکین جو بیٹھنی کرتے تھے مسلمانوں کی پڑتے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
اور قرآن کی بحث میں پس برا کہتے تھے اور ستہز کرتے تھے تو حکم کیا انکو اللہ تعالیٰ نے کہ نہ بیٹھیں
ساتھ مشرکین کے یہاں تک کہ غرض کریں اور کسی بات میں سواے اسکے۔

لے اور کشان میں ہے غرض کرتے تھے وہ ہماری آیات میں بیچ استہز اور طعنہ زنی کے پس تھے
قریش کہ اپنی مجلسوں میں یہ کرتے تھے تو اعراض کر ان سے اور نہ بیٹھیں ان میں اور کٹھن ہوا جان میں سو
یہاں تک کہ غرض کریں کسی اور باب میں سواے اسکے پر کچھ مضائقہ نہیں کہ بیٹھے تو ان
میں اس وقت۔

ایست ششم بھی حاطب ابن بلتعہ صحابی بدری کے معاملہ میں ہے جس کا ذکر ہم ابھی کر چکے ہیں مگر جو کہ کہنے بیان کیا اُسکا استدلال نہایت اتوی وجہ سے اس آیت سے ہوتا ہے یعنی خدا تعالیٰ نے اس آیت میں باپ اور بیٹے اور بہانی اور کنبہ کے تودے بھی منع فرمایا ہے حالانکہ وہ آیات قرآنی سے صلوٰۃ رحم ہمپر واجب ہے۔

قال الله تعالى يا ايها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا كثيرا ونساء واتقوا الله الذي تساءلون به والارحام ان الله كان عليكم رقيبا

اور باپ کی تعظیم اور اُن کے ساتھ محبت اور اُنکی خدمت ہمپر واجب کی ہے اگرچہ وہ کافر ہوں۔

لما قال الله تعالى واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقال وان جاهدك على ان تشرك بي ما ليس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهما في الدنيا معروفا۔
پس اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ حدود جو آیت ششم میں منع فرمایا ہے وہ وہی تردد ہے جو من حیث الدین ہو۔

لے کہا اللہ تعالیٰ نے اے لوگو! تم اپنے رب سے کہ جس نے پیدا کیا تمکو نفس واحد سے اور پیدا کیا اُس میں سے جوڑا اسکا اور پیلا یا اُن سے بہت مرد اور عورتیں اور ڈور اللہ سے کہ ملگتے جو تم اُسکے ساتھ اور ارحام سے بیشک اللہ ہے تمپر نگبان۔

لے جیسا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جب کہ اُسکے لئے بازو ذلت کا بہت کے سبب اور کہا اللہ تعالیٰ نے اور اگر جبراً کریں یہ دونوں اسپر کہ شریک کرے تو میرے ساتھ وہ کہ اُسکا جھکو علم ہے پس اطاعت کر اُنکی اور وہ اُنکے ساتھ دنیا میں نیکی سے۔

اب ہم یہ بات فرض کرتے ہیں کہ مواکلت کسی قسم کی تردد کا باعث ہوتی ہے اور یہ بھی فرض کرتے ہیں کہ عموماً تردد باہمی وجہ کان بموجب آیات سابقہ کے منعی ہے تو ہم اسکا جواب دیتے ہیں کہ آیت و طعم الذین اوتوا الكتاب حل لکم و طعامکم حل لہم میں جو دونوں طرف کا کھانا ایک دوسرے کو آپس میں حلال کیا گیا ہے اور صاف فرمایا ہے کہ اہل کتاب کا کھانا ہجو اور ہمارا کھانا انکو حلال ہے تو اشارۃ النص صریحاً اوپر جواز مواکلت کے دلالت کرتا ہے پس بالفرض اگر مواکلت سے کسی قسم کا تردد ہوتا ہے تو یہ آیت اُن تہام آیات کے لئے مخصوص ہوگی اور مواکلت جائز رہے گی۔

اب باقی میں چند روایات جن سے تعرض مناسب ہے تفسیر مشکاوت میں ابو موسیٰ سے روایت ہے قال قلت لعمر بن الخطاب ان لی کتاباً نصرانیاً فقال مالک قال لا والله الا اتخذت خنیفاً الا سمعت هذه الایة فیہ لا تتخذوا الیہود والنصارى اولیاء قلت له دینہ ولی کتابتہ فقال لا اکرمہم اذا اھا فہم اللہ ولا اسزہم اذا اذلہم اللہ ولادانہم اذا اجدہم اللہ اس حدیث کا کہیں حدیث کی کتابوں میں نہ لکھا انہیں اس قسم کی حدیثیں لایعبار بہ میں داخل ہیں۔

اے اور کھانا انکا جو دے گئے ہیں کتاب حلال ہے تمہارے لئے اور کھانا تمہارا حلال ہے انکے لئے کھانا انہوں نے کہہ دیا ہے عربین الخطاب سے کہ میرے لئے ایک نشی ہے نصرانی تو انہوں نے کہا کیا ہوا تجھکو ہلاک کرے تجھکو اللہ تعالیٰ کیوں نہیں بنایا تو نے نشی دیندار کو کیا نہیں سنا تو نے آیت کہ نہ تو تم یہود اور نصاریٰ کو دوست کہلیتے اس کے لئے ہے اسکا دین اور میرے لئے انکی کتابت تو آپ نے کہا کہ نہ اگر ام کو انکا جب ذلیل کیا انکو اللہ نے اور نہ غت دے انکو جب رسول کیا اللہ نے انکو اور نہ پاس بٹلا انکو جب دور کیا اللہ نے انکو۔

اور جو حدیث فتاویٰ مطالب المؤمنین میں ہے دُرّیٰ اَنہ علیہ السلام قال من سخط
ان ناکل مغیر اهل دینا اس حدیث کی ہی نہ کچھ سند ہے اور نہ کوئی اسکا راوی ہے پس
ایسی حدیثوں پر وہی لوگ عمل کرتے ہیں جو بمقابلہ نصوص قرآنی ایسی روایات جھوٹ کو اپنی خواہش
نفس کے مطابق جھلا میں اپنی شیخی اور فخر بتلانے کو نکالتے ہیں اور جن کی تائید کے لئے
کوئی حدیث صحیح اور نص قرآنی موجود نہیں ہے بلکہ اسکے مخالف موجود ہے۔

اب ایک حدیث باقی رہی جسکو جھلا عدم جواز مواکلت کے استدلال میں پیش کرتے ہیں
فی الترمذی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما وقعت بنو اسرائیل فی المعاصی ففہم
علماءہم فلم یشہتوا فجا اسوہم فی مجالسہم واکاؤہم وشاربوہم فضرِب اللہ قلوب بعض علی
بعض ولعنہم علی لسان داود وعیسیٰ ابن مریم جماعصوا واکاؤا یعتدون۔

اس حدیث پر وہ لوگ اس طریق پر استدلال کرتے ہیں کہ ہر گاہ اہل معاصی کے ساتھ
کھانا اور میٹھا منع ہے تو اہل کفر کے ساتھ بدرجہ اولیٰ منع ہے۔

مگر یہ طریقہ استدلال کا ایسا عمدہ ہے کہ ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجماع میں سے ہی
یہ طریقہ استدلال کیسکو نہیں سوجھا دھل ہوا لا اجتہاد علماء زماننا سلمہم اللہ تعالیٰ۔

لے اور روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم کی بات ہے کما اتیرا ساتھ غیر اہل دین والے اپنے کے
لے ترمذی میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب واقع ہوئے بنی اسرائیل بیچ گناہوں
کے پس منع کیا انکو علماء نے اُن کے پس نہ باز آئے وہ پس ہمنشین کی اُنکے علمائے اور کھایا اور پیا
اُنکے ساتھ پس مارا اللہ نے اُنکے دلون پر ایک دوسرے کے اور لعنت کیا انکو اور زبان داؤد اور عیسیٰ
بن مریم کے بسبب اُنکے گناہوں کے اور جو وہ زیادتی کرتے تھے۔

لے اور نہیں ہے یہ مگر اجتہاد ہمارے علمائے زمانہ کا سلمہم اللہ تعالیٰ۔

اس حدیث سے اور اباحت طعام اہل کتاب اور انکے ساتھ مواصلت سے کیا علاقہ ہے جس آیت کا اقتباس اس حدیث میں کیا گیا ہے خود وہ آیت ہی آیات احکام سے نہیں ہے علاوہ اسکے یہودیوں کو فساق یہودی اور مسلمانوں کو فساق مسلمین کی مجالست اور مواصلت شے آخر ہے اور کفار اور اہل کتاب کے ساتھ معاشرت امر آخر ہے کیونکہ وہ لوگ کسی حکم شرعی کے بجز ایمان کے مکلف نہیں ہیں۔

اب رہی یہ بات کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے جو اپنے فتوے میں یہ بات لکھی ہے کہ انگریزوں کے ساتھ کمانا کمانے میں تلخ بالنجاسات ہو یا زمرتہ الجوس ہو تو مواصلت حرام ہے اس بیان میں بھی ایک تھوڑا سا تناسل ہے یعنی اگر تلخ بالنجاست ہے تو بلا شک ماکول حرام ہے اور اگر زمرتہ الجوس ہے تو ماکول حرام نہیں الا اس مجلس میں شرکت حرام ہوگی جیسا کہ دعوت ولیمہ کے اندر شکرات ہوں تو ماکول میں کچھ حرمت نہیں آتی الا اس مجلس میں شرکت ممنوع ہے۔

فی الزاویۃ و مقتدی دعی الی ولیمۃ فوجدتم لعباد و غناء لا یقعد علی منعہ فیخرج البتۃ و غیرہ ان تعان اکل جاز و لا یحضران علمہ من قبل و قال ابو حنیفۃ رحمہ ابتلیت بھذا مرۃ فتصبرت وذا قبل ان یقتدی بہ و دل قولہ علی حرمتہ کل الملالہ لان الاتیاء بالمحرم یکون۔

لے وقایہ میں ہے اور ایک مقتدی بلا گیا ولیمہ میں اور پایا و اں کیسل اور راگ کر نہیں قدرت کتبہ اُنکے منع کی تو کل جاوے و اں سے البتہ اور غیر مقتدی اگر بیٹھا جاوے اور کھایا ہو تو جائز ہے اور چاہے کہ نہ حاضر ہووے اگر جان لیا یہ پہلے اور کھایا ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مبتلا ہوا میں ساتھ اسکے ایک بار پس بدشوار صبر کیا میں نے اور یہ پہلے اُن کے مقتدی ہو نہ تھا اور امام حنابلہ کا کنا دلیل ہے آپر کہ حرام ہے سب کیسل کیونکہ مبتلا ہونا حرام میں ہوتا ہے۔

۱۱۔ یہ بات جو مولانا صاحب نے لکھی ہے کہ اگر وہاں خرا اور ادانی خضہ ہوں اور اگرچہ وہ برتن جس میں مسلمان کتا مہے نجاست سے صاف ہوں تو بھی حرام ہے اسکی وجہ ساری سمجھیں نہیں آتی کیونکہ اگر وہ اکول کسی قسم کی آمیزش سے نجس نہیں ہوا تو وہ کیوں حرام ہے باقی یہ بات کہ شرکت ایسے اہل پر حسبہ تہراؤ۔ خنزیر جو حرام ہے تو بغیر اس بات کے فعل شرکت حرام ہو گا نہ اکول اور نہ فعل موات۔

ملاوہ اسکے اور بات بھی سمجھ میں نہیں آتی تہ کہ اہل کتاب جن کے مذہب میں خمر اور خمر یہ طلال ہے اور وہی نہ اسکے مرکب ہوں نہ مسلمان اور نہ مسلمانوں کے برتن اور اکول اس سے آلودہ ہوں تو اس مجلس کی شرکت بھی کیوں حرام ہوئی۔

خلافًا لما نذرت اللہ ورسولہما الخ ویشربہا المسلمون فلا شئت ان الشریکۃ فی
فی هذا المجلس حرام لانها قد وقع فیہ محرّمات شرعیة

الستبعة التاسعة بعضے لوگ ان باتوں کو قبول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ امر مباح شرعی ہے لیکن اگر اسکی اجابت کا فتویٰ دیدیا جاوے تو مصلحت عامہ کے برخلاف ہو گی کیونکہ عوام الناس اگر میزوں کا کمانا بلا تمیز اس بات کے کہ محرّمات شرعیہ سے خالی ہے یا نہیں کہانے لگیں گے پس نظر عموم بلوا عدم جواز کا فتویٰ دینا مصلحت ہے۔

لیکن اگر یہ بات صحیح قرار پاوے تو تمام احکام شرعی حلال و حرام کے ہر ایک کی مصلحت پر موقوف ہو جائیگے عموم بڑا خیال ہی ایک عجیب قیاس ہے آج تک مسئلہ فقہیوں سنا کرتے تھے کہ الضرورة تبيح المحظورات اگر اب اسکی جگہ کہا جاتا ہے تحرّم المباحات منبجاة وبقا

لہ بخلاف اس دسترخوان کے کہ شراب کا اور چلے اور پیوں ہو کہ مسلمان تو بیشک شرکت اس مجلس میں حرام ہے کہ اس میں واقع ہوئی محرّمات شرعیہ۔

شاء مشروع کو غیر مشروع بنانا ایسا ہے جیسا کہ خیر مشروع کو شرع اور درحقیقت ایسا کرنا
خیانت فی الدین ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ
بغیر علم کان اثمہ علی من افتاء ومن اشار علی اخیه بغیر علم ان الرشداً فو غیارہ مفتد
خانہ مرواہ ابوداؤد -

فی القاموس الرشداً الاستقامة علی طریق الحق مع نضوب خبہ ہمارے بہانی بیکر
یہ بات بخوبی جانتے ہیں کما کھرفون انہائٹم کہ شرع میں طعام اہل کتاب خواہ مو اکت منہم
بشرط الطہارتہ بازو مباح ہے تو عام لوگوں کو بھی صحیح اور سیدہ مسئلہ کیوں نہیں بتاتے
کہ انگریزوں کے یہاں کھانا اور انکو کھانا اور ایک ساتھ مٹیکہ کھانا درست ہے لیکن جسم
چیزوں سے بچنا چاہیے تاکہ عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں ہاں گراس کہنے میں
مولویت کی شیخی اور ہٹل کی آنکھ میں اتنی الناس بنے کے تفاخر میں اور پیری مریدی مذہب
نیاز لینے کی دوکانداری میں بنا لگتا ہے -

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ کما ول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتویٰ دیا - بغیر علم کے تو
ہو گا گناہ اسکا سپر کہ جس نے فتویٰ دیا اور جس نے مشورہ دیا ایسے بہانی پر کہ ہٹالی انکی یہ میں سے
بغیر علم کے تو بیشک چوری کی اور سکی روایت کیا انکو ابو داؤد نے قاموس میں سے کہ بہشت تمام
رہتا اور طریق حق کے ماتہ نہ سبوتی کے اسپر -

خامت

الآن نختم هذه الرسالة على بيان امر يليق بيانه في هذا المقام فاعلم ان بعض
علمائنا رحمته الله عليه قد منع من تعظيم الكافر من سبقة السلام وغيرها كما هو
عادة اهل ديارنا واستندوا على منعه بما هو مذکور في التهذيب ان كل فعل فيه
توقير الذمی فهو حرام كالقيام والسلام والمصافحة والمعاينة لان الجارية عليهم السلام
وبالسلام توقيرهم وفيه نظر بوجوه -

الاول انه لا يوافيها الادلة الشرعية لان الله تعالى قال ومن احسن قولاً من
دعا الى الله وعمل صالحاً وقال انني من المسلمين ولا استوى الحسنه ولا السيئة اذ فعلاً
هي احسن فاذا الذي يثبت وبينه عداوة كانه ولي حميم وما يليقها الا الذين

ابن تم کرتے ہیں ہم یہ رسالہ اور بیان اس امر کے کہ لائق ہے بیان اس کا اس جگہ۔ پس باننا چاہئے کہ ہمارے
بعض عالم رحمۃ اللہ علیہ نے منع کیا ہے کہ اگر کسی تعظیم کرنے سے سبقت سلام سے اور باتوں سے جیسا کہ وہ عادت
ہے ہمارے دیار کی اور دلیل پکڑی ہے اس کے منع پر ساتھ اس کے کہ وہ مذکور ہے تہذیب میں کہ بیشک جو فعل کر نہیں
توقیر جو ذمی کی وہ حرام ہے جیسا کہ ہمارا اور سلام کرنا اور مصافحہ کرنا اور معاینہ کرنا کیونکہ جزیہ انہیں امانت
کے لئے ہے اور سلام میں ان کی توقیر ہے اور اس میں چند وجہ سے مشہور ہے۔

اول یہ کہ نہیں موافق ہیں اسکے دلال شرعیہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کون ہے کہ بہتر ہو
بات کرنے میں اس شخص سے کہ بلاے طرف اللہ کے اور عمل کرے نیک اور کہے کہ بیشک میں مسلمان
ہوں اور نہیں برابر ہے نیکی اور بدی۔ دفع کر دایسی بات کے ساتھ کہ بہت نیک ہو پس اس وقت وہ شخص
کہ تجھ میں اور اس میں عداوت ہے گویا وہ دوست ہے گرم اور نہیں پہنچتے ہیں اس بات کہ

صبر و ادا یلقہا الاذخظ عظیم وقال اللہ تعالیٰ وعباد الرحمن الذین یشون علی الارض
ہونا واذ احاط بہم ابجاہلون قالوا سلاما۔

اثنانی ان الردیۃ المذكورۃ فی التہذیب لیس یلائمہ حالنا ومن سکن دیارنا
لان المشرکین اوانصارہی فی دیارنا لیسوا باہل ذمتنا بل نحن معاشرا المسلمین فی
دعیۃ ہم و فی جوار ہم و نسکن فی امانہم و نعم فی دیار ہم و ہم احسنوا الینا بوجہ کثیرۃ
لانہم یحکمون علینا بالعدل علی ما یملکہم و لا یراعون قصول و قوم فی حکومتہم
ومن قواعد التسویۃ بین حقوق العباد یہودیہ کا ان اور نصرانیہ مشرک کا ان او مسلمان
نہ لا یخون اداء الفرائض کالصلوۃ والصیام والزکوۃ والحج ولا یراہون اقامۃ
المعبد والایعاد الا البغی الفساد اشیئ اقبح من ہذین وہم یحکمون علینا فی القضاۃ الستی تعلیٰ بالمدح

مگر وہ جو کہ صبر کرتے ہیں اور نہیں پہنچتے میں اس بات کو گروہ جو کہ بڑے نصیب والے ہیں اور کما اللہ تعالیٰ
نے اور بندہ جس کو وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر زرمی سے اور جب کلام کریں اُن سے جاہل تو کہتے ہیں سلام
مٹے دوسرے یہ کہ روایت جو تہذیب میں ذکر ہوئی نہیں مناسب ہے ہمارے حال کے اور اُن کو جو ہمارے
ملک میں رہتے ہیں اسلئے کہ مشرکین یا نصاریٰ نہیں ہیں ہمارے اہل ذمہ بلکہ ہم گروہ مسلمان اُن کی
رعیت میں ہیں اور انکی ہمسائیگی میں ہیں اور بستے ہیں ہم اُن کی امان میں اور آباد ہیں ہم اُن کے ملک
میں اور انہوں نے احسان کیلئے ہم پر بہت طرح سے حکم کرتے ہیں ہم پر ساتھ انصاف کے بجا
کہ ممکن ہو دے اور نہیں رعایت کرتے ہیں ایک قوم کی اپنی حکم رانی میں اور اُن کے قواعد سے ہم برابر
در بیان حقوق عباد کے یہودی ہو یا نصرانی مشرک ہو یا مسلمان پہ نہیں منع کرتے ہیں ادا سے فرائض
نماز و روزہ و زکوۃ و حج کو اور نہیں روکتے ہیں تا کہ ہم نے جمعہ اور عید و کنگرے و عبادت اور فساد کو اور اُن
بری کو نسی اور چیز ہے اور حکم کرتے ہیں ہم پر ہمارے اُن جگہوں میں جو متعلق ہیں خاص مذہب کے ساتھ

کالکلا، الطلاق والميراث وغيره على ما هو مأثور في شريعتنا فكيف لا نؤثرهم على
 انفسنا ونختارهم فانهم يحفظون انفسنا ويرعون اموالنا ويكفون دماءنا على ما بينا
 عما احسنوا وقد افترض علينا اطاعة امر السلطان وامتنال حاكم مما يتعلق من امور
 قال نوالنا سرخانية الاسلام ليس بشرط في السلطان الذي يقبل وفي الدر المختار ان
 غلبوا على اموالنا ولو عبد امونا واحرزوها بدارهم ملكوها ويفترض علينا اتباعهم
 فما روى في التصديق عن منبع السلام والمصافحة والمعانقة فهو متعلق باهل الزمة
 كما هو مصرح فيه لابل الحكام والسلطان فعلى ان نتفكر في حالة يكون اهل الاسلام
 محكومين وغيرهم عليهم حال كما كان طريق - معاشرته المسلمين بالحكام

شل بکل اور طلاق اور ميراث کے اور سوائے اسکے موافق اسکے کہ ہماری شریعت میں منقول ہے
 پھر کیوں نہ اختیار کریں ہم انکو اپنی جان کی برابر کہ وہ حفاظت کرتے ہیں ہماری جانوں کی اور رعایت
 کرتے ہیں ہمارے مال کی اور حفاظت کرتے ہیں ہمارے خون کی علاوہ اسکے جو جو بیان کے کہنے
 انکے ادا مان اور فرض ہے پر اطاعت حکم سلطان کی اور فرمانبرداری حکم ان کے کی ان امور میں جو
 متعلق ہیں دنیا کے ساتھ کما تا زمانہ میں اسلام شرعاً نہیں ہے اس بادشاہ میں جس سے نوکری حکومت
 کی ایجاد سے اور دوختا میں ہے اگر غالب آویں کفار عجم اور ہمارے مال پر اگر چہ وہ عظیم مسلمان ہو اور
 ایجادیں وہ سب اپنے ملک میں تو وہ اسکے ملک ہو جائینگے اور فرض ہے ہم پر ان کی اطاعت -

پس جو روایت کہ تہذیب میں ہے منع سلام اور مسافحہ اور معافگی تو وہ متعلق ہے اہل ذمہ سے
 کہ اس میں اسکی تصریح ہے نہ ساتھ حکام اور بادشاہ کے - لازم ہے ہمو کہ فکر کریں اس حالت
 میں کہ اہل اسلام محکوم تھے اور غیر اہل اسلام ان پر حاکم پس جو طریق تھا اس وقت معاشرت
 مسلمانوں کا ساتھ حاکموں کے -

